ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت

ملتان

5 شوال المکرّم 1443ھ | مئی 2022ء

عزم وہمت اور صبر واستقامت کے
92 سال

★ واقعاتِ سیرتِ طیبہ وسیرتِ صحابہ رضی اللہ عنہم ★ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

★ شوال کے چھ روزوں کے فضائل واحکام ★ "امیرِ ما! ایں سرور رہِ خدا حاضر است"

بیاد
مجددِ بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ (رجسٹرڈ)

بانی
ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

MADRSAH MAMURAH

DAR-E-BANI HASHIM, MEHRBAN COLONY,
MULTAN.(PAKISTAN)

(RM/01/2014-15/184)

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان | 0300- 6326621 | 061- 4511961 | قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

مکرم و محترم جناب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ مع الخیر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جملہ شرور وفتن سے محفوظ فرمائیں، صحت وسلامتی عطاء فرمائیں اور دنیا وآخرت میں اپنی رضا نصیب فرمائیں۔ (آمین)

''مدرسہ معمورہ'' ملتان حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار ہے۔ جسے حضرت کے سالِ وفات 1961ء میں آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے قائم فرمایا۔ الحمدللہ! اس دینی ادارے میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق حفظِ قرآن، تعلیم حدیث وفقہ اور دین کی اشاعت وتبلیغ کا کام جاری ہے۔ اب تک تین ہزار سے زائد طلباء حفظِ قرآن کی نعمت سے سرفراز ہو چکے ہیں۔'

''جامعہ بستانِ عائشہ'' 1990ء میں جامعہ بستانِ عائشہ قائم کر کے بچیوں کی تعلیم کا آغاز کیا گیا جس میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق حفظ قرآن، درس نظامی، میٹرک اور تعلیم بالغاں کے شعبوں میں پانچ سو طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے اپنا رہائشی مکان مدرسہ کے لیے وقف کیا جس پر جامعہ بستانِ عائشہ کی تعمیر کی گئی۔ چار نئی درس گاہوں کی تعمیر شروع ہے۔ تخمینہ لاگت تقریباً (30,00,000) تیس لاکھ روپے ہے۔

مدرسہ کا ماہانہ خرچ 20 لاکھ سے متجاوز ہے اور سالانہ بجٹ تقریباً (240,00,000) دو کروڑ چالیس لاکھ روپے ہے۔

★ رہائشی طلباء کے طعام پر سالانہ 1000 من گندم خرچ ہوتی ہے۔

طلباء کو درسی کتب، خوراک، لباس، علاج، ماہانہ وظائف مدرسہ فراہم کرتا ہے۔ تعمیرات کا خرچ اس کے علاوہ ہے۔

تعمیر جدید الحمدللہ 2019ء میں مدرسہ معمورہ کے بیسمنٹ ہال، دار القرآن، دفاتر اور لائبریری کی تعمیر جدید (17,500,000) ایک کروڑ پچھتر لاکھ روپے سے مکمل ہو چکی ہے۔

مستقبل کے تعمیری منصوبوں کا تخمینہ ★ درجہ کتب کے طلباء کے لیے درس گاہوں، دار الحدیث، دار الاقامہ پر مشتمل نئی عمارت کی تعمیر باقی ہے۔ جس کا تخمینہ تقریباً (30,000,000) تین کروڑ روپے سے متجاوز ہے۔

ایک درس گاہ کی تعمیر پر تقریباً (800,000) آٹھ لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ ایک کمرہ کی تعمیر اپنے ذمے لے کر صدقۂ جاریہ کا ثواب حاصل کریں۔

تعمیر مسجد مسجد ختم نبوت دار بنی ہاشم ملتان کی تعمیر جدید شروع ہے۔ فرش کا ماربل، دیواروں کی ٹائل، بجلی کی نئی وائرنگ، چھت کی سیلنگ المونیم کی کھڑکیاں اور سولر سسٹم کے ساتھ 9 عدد ائیر کنڈیشنرز کی تنصیب پر تقریباً (70) ستر لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔

آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی زکوٰۃ وصدقات، فطرانہ، عشر اور عطیات مدرسہ معمورہ کو عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمت کو قبول فرمائے اور اس صدقۂ جاریہ کا بیش بہا اجر آپ کو عطا فرمائے۔ (آمین)

★ آپ پہلے بھی تعاون فرماتے ہیں مگر موجودہ حالات اور مشکلات کا تقاضا ہے کہ اس مرتبہ زیادہ توجہ فرمائیں اور تعاون میں اضافہ فرمائیں۔

اُمید ہے، آپ اس خالص دینی درخواست کو قبول فرمائیں گے۔ تعاون آپ فرمائیں، دعا ہم کریں گے اور اجر اللہ تعالیٰ عطاء فرمائیں گے۔

ترسیل زر کے لیے حکومت کی مدارس دشمن پالیسیوں کے تحت کئی مدارس کے بنک اکاؤنٹ بند کر دیے گئے ہیں۔ مدرسہ معمورہ کا اکاؤنٹ بھی بند کر دیا ہے۔ تعاون کے لیے آپ مہتمم مدرسہ سے براہ راست رابطہ فرمائیں۔

والسلام مع الاکرام، آپ کا دعاگو
سید محمد کفیل بخاری
★ مہتمم: مدرسہ معمورہ ملتان
رابطہ: 0300-6326621

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد33 شمارہ05 مئی 2022ء / شوال المکرم ۱۴۴۳ھ

Regd.M.NO.32

تشکیل

اداریہ	اور پھر تبدیلی آگئی..........!	سید محمد کفیل بخاری	2
سرکلر	مرکزی سرکلر بنام ارکان مرکزی مجلس شوریٰ	سید محمد کفیل بخاری	4
دین ودانش	ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ	مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی	5
"	سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کے فضائل ومناقب	قاری محمد قاسم بلوچ	9
"	سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	13
"	حدیث ثقلین سے حق خلافت کا استدلال درست نہیں: قسط نمبر (2)	عطاء محمد جنجوعہ	14
"	شوال کے چھ روزوں کے فضائل واحکام	محمد راشد ڈسکوی	17
"	دعوتی واصلاحی پیغام (قسط نمبر 5)	عطاء محمد جنجوعہ	20
افکار	تبدیلی سے آزادی تک	عمر فاروق	24
"	مقبوضہ کشمیر وفلسطین، گولیوں اور بموں کی بارش!	شہباز حمید چوہدری	27
سلوک وتصوف	جگر مرادآبادی حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے دربار میں	مولانا محمد ازہر شاہ رحمہ اللہ	29
ادب	"امیرِ ما! ایں سر در رہِ خدا حاضر است"	انجینئر احسن عزیز شہیدؒ	31
"	اقرار احمدیت	اسد ملتانی	33
"	مردانِ صداقت کیش	مجید لاہوری	34
خطاب	واقعاتِ سیرتِ طیبہ وسیرت صحابہ رضی اللہ عنہم قسط نمبر (1)	مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	35
مطالعہ قادیانیت	ذوالفقار علی بھٹو اور قادیانی مسئلہ	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	45
"	بائیکاٹ کیوں ضروری ہے!	محمد عرفان ندیم	48
تاریخ احرار	تاریخ احرار آخری قسط	مفکر احرار چودھری افضل حقؒ	51

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

بیاد

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رُفقائے فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید عطاء اللہ ثالث بخاری

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ---- 300/- روپے

بیرون ملک ---- 5000/- روپے

فی شمارہ ---- 30/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم، ڈی، اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوۃ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات

سید محمد کفیل بخاری

اور پھر تبدیلی آ گئی............!

تبدیلی اور احتساب کے نام پر مسلط کی جانے والی عمرانی حکومت اپنے انجام کو پہنچ گئی۔ گزشتہ چند مہینوں سے حکومت اور ریاستی اداروں کے درمیان جاری کشمکش اور سرد جنگ بالآخر اختتام کو پہنچی۔ شہباز شریف وزیراعظم بن گئے اور عمران خان سابق وزیراعظم کی حیثیت سے بنی گالہ میں استراحت فرما رہے ہیں۔ 2018ء کے انتخابی نتائج پر پی ڈی ایم اور حزب اختلاف کی جماعتیں تو روزِ اوّل سے ہی معترض تھیں۔ اُن کا مؤقف تھا کہ ہمارا ووٹ چوری کر کے ایک سلیکٹڈ حکومت قوم پر مسلط کی گئی ہے۔ حزب اختلاف نے ساڑھے تین سال سلیکٹڈ حکومت کے خلاف مسلسل جدوجہد کی۔ خاص طور پر پی ڈی ایم اور جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن نے پورے ملک میں بھرپور اور پُرامن عوامی احتجاجی مارچ کیے۔ عمران خان صاحب کو دو اعتراض تھے کہ مولانا فضل الرحمٰن ایک منتخب حکومت کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں۔ اور دوسرا مذہبی کارڈ استعمال کر رہے ہیں۔

مولانا کا مؤقف تھا کہ نواز شریف کی منتخب حکومت کو ختم کرنے کے لیے عمران خان نے طویل دھرنا دیا اور اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے ریاست مدینہ کا مذہبی کارڈ مسلسل استعمال کیا۔ اور جاتے وقت ''امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' کے عنوان پر عریانی وفحاشی کو فروغ دیا۔

عمران خان نے خود کہا کہ:

''میری تو خواہش ہے کہ اپوزیشن میرے خلاف تحریک عدم اعتماد لائے، میں ان سے نمٹ لوں گا''

پارلیمنٹ میں جب اُن کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کی گئی تو خان صاحب بیرونی سازش اور مداخلت کے عنوان سے جعلی خط لے آئے۔ جلسے جلوس شروع کر دیے اور دھمکیوں پر اتر آئے کہ ''اگر مجھے نکالا گیا تو میں اور زیادہ خطرناک ہو جاؤں گا'' خان صاحب کے سازش اور مداخلت کے بیانیے کو نیشنل سیکورٹی کونسل اور ڈی جی آئی ایس پی آر نے مسترد کر دیا۔ جبکہ ان کے اپنے ساتھی فواد چودھری نے بھی پی ٹی آئی حکومت کے خاتمے کو اسٹیبلشمنٹ کی ناراضی کا شاخسانہ قرار دیا۔ تحریک عدم اعتماد پارلیمنٹ کا آئینی حق ہے جسے اپوزیشن نے استعمال کیا۔ خود پی ٹی آئی کے 22 ارکان اسمبلی بھی ناراض ومنحرف ہو کر سندھ ہاؤس میں پناہ گزین ہو گئے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ خان صاحب پارلیمنٹ کے فیصلے کو تسلیم کرتے اور اپوزیشن میں بیٹھ کر مقابلہ کرتے۔ اس صورت میں وہ یقیناً حکومت کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتے تھے اور اپنی عزت ووقار میں اضافہ بھی کر سکتے تھے۔ تحریک عدم اعتماد کے راستے میں سپیکر اور ڈپٹی سپیکر نے جس طرح غیر آئینی رکاوٹیں کھڑی کیں وہ ان کی منصبی ذمہ داریوں کے شایانِ شان نہ تھیں۔ پھر صدر مملکت جناب عارف علوی نے بیماری کا عذر پیش کر کے وزیراعظم شہباز شریف سے حلف نہ لیا جبکہ ان کی معمول کی

سرگرمیوں میں بیماری حائل نہیں ہوئی۔صدر مملکت کو یاد ہوگا کہ عمران خان سے وزارت عظمیٰ کا حلف صدر ممنون حسین مرحوم نے لیا تھا۔تب عمران خان خاتم النبیین کا لفظ بھی صحیح طور پر ادا نہیں کرسکے تھے۔صدر ممنون حسین بھی علالت کا بہانہ بنا سکتے تھے۔لیکن انھوں نے آئینی اور پارلیمانی روایات اور اپنے منصب کا پورا لحاظ رکھا۔ادھر پنجاب اسمبلی میں بھی تحریک عدم اعتماد کامیاب ہوئی۔لیکن گورنر پنجاب عمر چیمہ نے بھی صدر مملکت کی تقلید میں خود اختیار کردہ علالت کی بنیاد پر حمزہ شہباز سے حلف نہ لیا اور باقاعدہ ہسپتال داخل ہوگئے۔

حقیقت یہ ہے کہ کچھ کرنے کے لیے ساڑھے تین سال بہت ہوتے ہیں۔لیکن خان صاحب اپنی کارکردگی کے لحاظ سے انتہائی نااہل، نالائق اور ناکام حکمران ثابت ہوئے۔مقتدر قوتوں نے ''فاسٹ فوڈ ہاؤس'' سے تمام چیزیں فوری تیار کر کے اُن کی میز پر سجائی تھیں۔لیکن خان صاحب کیک کھا سکے نہ پیزا، سب چیزیں خراب ہوگئیں اور ان میں تعفن پیدا ہوگیا۔انھوں نے اپنے ''محسنوں اور میزبانوں کو بُری طرح مایوس کیا۔قوم کو انصاف ملا نہ تبدیلی آئی۔جن کو وہ چور اور ڈاکو قرار دیتے رہے اُن کا احتساب بھی نہ کرسکے۔انھوں نے معاشی طور پر ملک تباہی کا دہانے پر لا کھڑا کیا۔آج وہ جس غلامی سے نجات کا چورن بیچ رہے ہیں، یہ پھندے خود انھوں نے قوم کے گلے میں فٹ کیے۔آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے پاس نہ جانے کا اعلان کیا، پھر خود چل کر ان کے پاس گئے اور عالمی مالیاتی اداروں کی غلامی کا طوق بڑے شوق اور ذوق سے اپنے گلے میں ڈالا۔فیٹف کی غلامی کا پھندا بھی انھی کی شرائط پر بخوشی اپنے گلے میں فٹ کیا۔اسٹیٹ بینک پلیٹ میں رکھ کر آئی ایم ایف کو پیش کیا۔نوبت بایں جا رسید کہ سٹیٹ بینک اپنی ہی ریاست کے کسی ادارے کو جواب دہ نہیں۔مہنگائی آسمان کو چھونے لگی اور غریب عوام کے چولہے ٹھنڈے ہوگئے۔

عمران خان کا کوئی مستقل بیانیہ نہیں، وہ اپنی ہر بات کی تردید خود ہی کرتے ہیں۔پہلے فرمایا کہ امریکہ نے میری حکومت کے خلاف سازش کی اور مداخلت کر کے حکومت ختم کرائی۔اب فرما رہے ہیں کہ میں امریکہ کے خلاف نہیں، انڈیا کے خلاف نہیں اور یورپ کے خلاف نہیں۔ساتھ ہی امریکی ایوان نمائندگان کی رکن الہان عمر سے ملاقات بھی کر رہے ہیں۔یہ خاتون اسرائیل کی شدید حامی ہے۔

افسوس! عمران خان قوم کو کچھ بھی ڈیلیور نہ کرسکے۔ان کی حکومت اپنے 113 ترقیاتی منصوبوں میں سے ایک بھی مکمل نہ کرسکی۔کرپشن ختم ہوئی نہ رشوت، بلکہ نرخ سو فیصد سے بھی زیادہ بڑھ گئے۔انھوں نے حکومت کے اندر اور باہر دونوں حالتوں میں اپنے مخالفین کے خلاف جو زبان استعمال کی وہ ان کے منصب کے خلاف تھی۔انھوں نے بے حیائی، بدتمیزی اور بدزبانی کے کلچر کو فروغ دیا۔جب ''نکے، ابے'' کے منہ آنے لگیں تو پھر یہی کچھ ہوتا ہے۔تبدیلی تو بہر حال آگئی ہے۔عمران خان مستقبل میں ملک وقوم کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو ان کی اپنی باتوں اور رویوں میں اُن کی عبرت واصلاح کے لیے بہت کچھ موجود ہے۔اگر قوم نے اُن کی ''سلیکٹڈ حکومت'' کو برداشت کیا ہے تو اب وہ بھی ''امپورٹڈ حکومت'' کو برداشت کریں۔

مجلس احرار اسلام پاکستان

مرکزی دفتر: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مرکزی سرکلر بنام ارکان مرکزی مجلس شوریٰ

2022/1

عنوان: اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ مجلس احرار اسلام پاکستان

برائے مرکزی انتخابات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ طالب خیر مع الخیر

الحمدللہ ملک بھر میں رکنیت سازی و تنظیم سازی کا عمل مکمل ہو چکا ہے۔ آئندہ پانچ سال 2022ء تا 2026ء مرکزی عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لانے کے لیے نو منتخب مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہو رہا ہے۔ مرکز کی طرف سے تفصیلی سرکلر ارکان شوریٰ کو جلد ارسال کیا جا رہا ہے۔ معزز ارکان شوریٰ اجلاس میں اپنی شرکت و حاضری یقینی بنائیں۔

تاریخ اجلاس: 26 مئی 2022ء

جمعرات، 10 بجے صبح

مقام: دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

والسلام

سید محمد کفیل بخاری

مرکزی امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ خوش قسمت ترین خاتون ہیں کہ جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ اور ''ام المؤمنین'' ہونے کا شرف اور ازواج مطہرات میں ممتاز حیثیت حاصل ہے۔

قرآن وحدیث اور تاریخ کے اوراق آپ کے فضائل ومناقب سے بھرے پڑے ہیں اور روشن ہیں۔۔۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ ریشم کے کپڑے میں کوئی چیز لپیٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر رہا ہے۔۔۔ پوچھا کیا ہے؟ جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے، آپ نے کھول کر دیکھا تو حضرت عائشہ ہیں (از صحیح بخاری مناقب عائشہؓ)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بہت محبت تھی، ایک مرتبہ حضرت عمرو ابن عاصؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں سب سے زیادہ کس کو محبوب رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ عائشہؓ کو، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مردوں کی نسبت سوال ہے! فرمایا کہ عائشہ کے والد (ابوبکر صدیقؓ) کو (صحیح بخاری) آپؓ کا نام عائشہ، لقب صدیقہ اور حمیرا، خطاب ام المؤمنین اور کنیت ام عبداللہ ہے۔ آپؓ نے اپنی بہن حضرت اسماءؓ کے صاحبزادے اور اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کے نام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اپنی کنیت ام عبداللہ اختیار فرمائی (ابوداؤد کتاب الادب) حضرت عائشہ صدیقہؓ کے والد کا نام عبد اللہ، ابوبکر کنیت اور صدیق لقب تھا، ماں کا نام ام رومان تھا، حضرت عائشہ صدیقہؓ کا سلسلہ نسب باپ کی طرف سے ساتویں پشت اور ماں کی طرف سے گیارویں یا بارویں پشت میں جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پیدائش سے چار سال قبل ہی آپؓ کے والد ماجد سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ دولت اسلام سے مالا مال ہو چکے تھے اور آپؓ کا گھر نورِ اسلام سے منور ہو چکا تھا، اس لیے آپؓ نے آنکھ کھولتے ہی اسلام کی روشنی دیکھی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص انعام ہے کہ انھوں نے کبھی کفر وشرک کی آواز تک نہیں سنی، چنانچہ وہ خود ہی ارشاد فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے والد کو پہچانا ان کو مسلمان پایا۔ (بخاری حصہ اول)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ''کاشانہ نبوت'' میں حرم نبوی کی حیثیت سے داخل ہونے کے بعد قرآن مجید کا ایک بڑا حصہ نازل ہوا، آپؓ کو کم وبیش دس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کا شرف حاصل ہوا، خود صاحبِ قرآن (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) سے قرآن سنتیں، جس آیت کا مطلب سمجھ میں نہ آتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مفہوم

سمجھ لیتیں، اسی ''نورخانہ'' میں آپؓ نے کلامِ الٰہی کی معرفت، ارشاداتِ رسالت کا علم، رموز و اسرار دین کی عظیم الشان واقفیت حاصل کی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کو علوم دینیہ کے علاوہ تاریخ، ادب اور طب کے علوم میں بھی کافی مہارت تھی، غرضیکہ اللہ رب العزت نے آپؓ کی ذاتِ اقدس میں علم انساب، شعروشاعری، علوم دینیہ، ادب و تاریخ اور طب جیسے علوم جمع فرما دیئے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ بچپن ہی سے نہایت ذہین وفطین اور عمدہ ذکاوت کی مالکہ تھیں، مولانا سید سلمان ندوی رقمطراز ہیں کہ ''عموماً ہر زمانہ کے بچوں کا وہی حال ہوتا ہے جو آج کل کے بچوں کا ہے کہ سات آٹھ برس تک تو انہیں کسی بات کا مطلق ہوش نہیں ہوتا، اور نہ ہی وہ کسی بات کی تہہ تک پہنچ سکتے ہیں، لیکن حضرت عائشہؓ لڑکپن کی ایک ایک بات یادرکھتی تھیں، انکی روایت کرتی تھیں ان سے احکام مستنبط کرتی تھیں، لڑکپن کے کھیل کود میں کوئی آیت کانوں میں پڑ جاتی تو اسے بھی یادرکھتی تھیں، ہجرت کے وقت ان کا سن عمر آٹھ برس لیکن اس کم سنی اور کم عمری میں ہوش مندی اور قوت حافظہ کا یہ حال تھا کہ ہجرتِ نبوی کے تمام واقعات بلکہ تمام جزوی باتیں ان کو یاد تھیں ان سے بڑھ کر کسی صحابیؓ نے ہجرت کے واقعات کو ایسی تفصیل کے ساتھ نقل نہیں کیا ہے (از سیدہ عائشہ صفحہ 33)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ جس گھر میں دلہن بن کر آئی تھیں وہ کوئی عالیشان اور بلند وبالا عمارت پر مشتمل نہ تھا، مسجد نبوی کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے متعدد حجرے تھے ان ہی میں ایک حجرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا مسکن تھا، یہ حجرہ مسجد کی شرقی جانب تھا، اس کا دروازہ مسجد کے اندر کھلتا تھا، گویا حجرہ کا صحن ہی مسجد نبوی کا صحن تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی دروازہ سے ہوکر مسجد میں تشریف لے جاتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف کرتے تو سر مبارک حجرے کے اندر کردیتے حضرت عائشہؓ اسی جگہ بالوں کو کنگھا کر دیتی (صحیح بخاری بحوالہ سیدہ عائشہ صفحہ 41)

حجرہ کی وسعت چھ سات ہاتھ سے زیادہ نہ تھی، دیواریں مٹی کی تھیں، چھت کو کھجوروں کی ٹہنیوں سے ڈھانک کر اوپر کمبل ڈال دیا گیا تھا کہ بارش سے محفوظ رہے، بلندی اتنی تھی کہ آدمی کھڑا ہوتا تو ہاتھ چھت کو لگ جاتا، گھر کی کل کائنات ایک چارپائی، ایک چٹائی، ایک بستر، ایک تکیہ (جس میں کھجوروں کی چھال بھری ہوئی تھی) آٹا اور کھجوریں رکھنے کے لئے دو برتن تھے، پانی کے لئے ایک بڑا برتن اور پانی پینے کے لئے ایک پیالہ تھا، کبھی کبھی راتوں کو چراغ جلانا بھی استطاعت سے باہر تھا، چالیس چالیس راتیں گزر جاتیں اور گھر میں چراغ نہیں جلتا تھا (از مسند طیالسی صفحہ 207) ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ صرف محبت تھی بلکہ شغف وعشق تھا، ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

مسرت ورضا کے حصول میں شب وروز کوشاں رہتیں۔ اگر ذرا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر حزن وملال اور کبیدہ خاطری کا اثر نظر آتا تو بے قرار ہو جاتیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کا اتنا خیال تھا کہ ان کی کوئی بات ٹالتی نہ تھیں۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے بچپن سے جوانی تک کا زمانہ اس ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بسر کیا جو دنیا میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے آئی تھی۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا اخلاق نہایت ہی بلند تھا، آپؓ نہایت سنجیدہ، فیاض، قانع عبادت گزار اور رحم دل تھیں، آپؓ زہد وقناعت کی وجہ سے صرف ایک جوڑا پاس رکھتی تھیں اسی کو دھودھو کر پہنتی تھیں، آپؓ کو خدا نے اولاد سے محروم کیا تھا، تو آپؓ عام مسلمانوں کے بچوں کو اور زیادہ تر یتیموں کو لیکر پرورش کیا کرتی تھیں، ان کی تعلیم وتربیت کرتی تھیں اور ان کی شادی بیاہ کے فرائض انجام دیتی تھیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ عبادت الٰہی میں اکثر مصروف رہا کرتیں تھیں، دیگر نمازوں کے ساتھ ساتھ رات کو اُٹھ کر نماز تہجد ادا فرمایا کرتی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی اس نماز کی پابندی میں کوئی فرق نہیں آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ عورتوں کے لئے حج ہی جہاد ہے اس لیے حضرت عائشہ صدیقہؓ حج کی بہت زیادہ پابندی فرمایا کرتی تھیں اور تقریباً ہر سال حج کے لئے تشریف لے جاتیں (بخاری شریف) حج کے بعد عمرہ بھی ادا کرتیں، آخر رمضان میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرماتے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی اتنے ہی دن صحن میں خیمہ نصب کروا کر اعتکاف میں گزارتیں، قناعت کا جذبہ عورتوں میں بہت کم پایا جاتا ہے لیکن حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ذات اقدس میں قناعت کی صفت بدرجہ اتم موجود تھی ان کی تقریباً ساری زندگی ہی عسرت و تنگی اور فقر وفاقہ میں گزر گئی۔

حضرت عائشہؓ خود فرماتی ہیں کہ ہم پر پورا ایک ایک مہینہ گزر جاتا اور گھر میں آگ تک نہ جلاتے، ہماری غذا پانی اور چھوہارے ہوتے تھے مگر کہیں سے تھوڑا سا گوشت آجاتا تو ہم کھا لیتے (بخاری شریف)

آپؓ میں ایثار کا جذبہ بھی بہت زیادہ پایا جاتا تھا۔ صرف ایک قسم کے کفارہ میں آپؓ نے ایک بار چالیس غلام آزاد کئے تھے، آپؓ کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد 67 ہے (سیرت عائشہؓ)

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے اخلاق کا سب سے ممتاز جوہر ان کی طبعی فیاضی اور کشادہ دستی تھی، خیرات میں تھوڑے بہت کا لحاظ نہ کرتیں، جو موجود ہوتا سائل کی نذر کر دیتیں۔

سیدنا حضرت امیر معاویہؓ نے ایک مرتبہ ایک لاکھ درہم بھیجے۔ شام ہونے تک سب محتاجوں کو دے دلا دیا۔ حضرت ابن زبیرؓ نے ایک دفعہ دو بڑی تھیلیوں میں ایک لاکھ کی رقم بھیجی، انھوں نے ایک طبق میں یہ رقم رکھ لی اور اس

کو بانٹنا شروع کیا اور اس دن بھی آپؓ روزہ سے تھیں۔ لیکن افطاری کے لیے بھی رقم نہ بچائی۔ آپؓ بہت زیادہ رقیق القلب تھیں۔ بہت جلد رونے لگتیں تھیں، دل میں خوف اور خشیت الٰہی تھی، ایک دفعہ کسی بات پر قسم کھالی تھی، پھر لوگوں کے اصرار پر ان کو اپنی قسم توڑنا پڑی اور گو کہ اس کے کفارے میں چالیس غلام آزاد کیئے، تاہم ان کے دل پر اتنا گہرا اثر تھا کہ جب یاد کرتیں روتے روتے آنچل تر ہو جاتا (بخاری باب الہجرت)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی صفائی میں سترہ قرآنی آیات نازل ہوئیں۔ اسی طرح غزوہ ذات الرقاع کے موقع پر بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی وجہ سے تیمّم کا قرآنی حکم نازل ہوا۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان ہے کہ ان کے مبارک واسطہ سے امت کو دین کا بڑا حصہ نصیب ہوا، صحابہ کرامؓ کی ربانی جماعت کے وہ قابل فخر و مایہ ناز افراد جنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و فرمودات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوسی حرکات و سکنات کثرت سے نقل کیے ان میں حضرت سیدہ عائشہؓ کا چھٹا نمبر ہے، حضرت عائشہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو ہزار دو سو دس حدیثیں مروی ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ ہم اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی مشکل کبھی پیش نہیں آئی جس کو ہم نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس کے بارے میں کوئی معلومات ہم کو نہ ملی ہوں۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالمہ تھیں، بڑے بڑے صحابہؓ اُن سے مسائل پوچھا کرتے تھے۔

58ھ میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی عمر 67 سال کی ہو چکی تھی، اسی سال ہی رمضان المبارک میں آپؓ بیمار ہوئیں، چند روز علالت کا سلسلہ جاری رہا، زمانہ علالت میں جب کوئی مزاج پرسی کرتا تو فرماتیں ''اچھی ہوں'' (ابن سعد) 17 رمضان المبارک 58ھ کی رات، رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم اور تمام مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنے فرزندوں پر بے شمار احسانات کی بارش فرما کر ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگئیں۔ سیدنا حضرت ابوہریرہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپؓ کو وصیت کے مطابق جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

رضی اللہ تعالیٰ عنھا.

قاری محمد قاسم بلوچ

خلیفہ چہارم سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

خلیفہ چہارم سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب اور کردار وکارناموں سے تاریخ اسلام کے اوراق روشن ہیں جس سے قیامت تک آنے والے لوگ ہدایت وراہنمائی حاصل کرتے رہیں گے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میری طرف سے اس مرتبہ پر ہو جس مرتبہ پر حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تھے مگر بات یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم) آپ کا نام علی، لقب حیدر ومرتضیٰ، کنیت ابوالحسن اور ابوتراب۔ آپؓ کا نسب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب ہے، آپؓ کے والد ابوطالب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ دونوں بھائی بھائی ہیں، آپؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسد تھیں...... ماں باپ دونوں طرف سے آپؓ ہاشمی ہیں۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ میں ہاشمی سرداروں کی تمام خصوصیات موجود اور چہرے سے عیاں تھیں۔ عبادت وریاضت کے آثار بھی چہرے پر موجود تھے، بدن دوہرا، قدمیانہ، چہرہ روشن ومنور، داڑھی گھنی اور حلقہ دار، ناک بلند، رخساروں پر گوشت، غلافی اور بڑی آنکھیں ...... پیشانی کشادہ، کاندھے بھاری اور چوڑے، بازو اور کلائیاں گوشت سے بھری ہوئیں، سینہ چوڑا، چہرہ پر مسکراہٹ اور پیشانی پر سجدے کے نشان، معمولی لباس زیب بدن فرماتے، آپؓ کا عبا اور عمامہ بھی سادہ تھے، گفتگو علم وحکمت اور دانائی سے بھرپور ہوتی۔ بچپن سے نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی آغوشِ محبت میں پرورش پائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بالکل فرزند کی طرح معاملہ کیا اور اپنی دامادی کا شرف بھی عطا فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی خاتونِ جنت سیدہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا اور ان سے آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد ہوئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں جو لوگ اعلیٰ درجہ کے فصیح وبلیغ اور اعلیٰ درجہ کے خطیب اور شجاعت وبہادری میں سب سے فائق مانے جاتے تھے ان میں آپ رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ بہت نمایاں تھا۔ خلیفہ چہارم سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میدانِ جنگ میں تلوار کے دھنی اور مسجد میں زاہد شب بیدار تھے، مفتی و قاضی اور علم وعرفان کے سمندر تھے، عزم وحوصلہ میں ضرب المثل، خطابت وذہانت میں بے مثل، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد، فضائل وفضیلتیں بے شمار، سخی وفیاض، دوسروں کا دکھ بٹانے والے، عابد وپرہیزگار، مجاہد وجانباز ایسے تھے کہ نہ دنیا کو ترک کیا نہ آخرت سے کنارہ کشی فرمائی، ان سب کے باوجود نہایت سادہ زندگی گزارتے

تھے، نمک، کھجور، دودھ گوشت سے رغبت تھی، غلاموں کو آزاد کرتے، کھیتی کی دیکھ بھال کرتے، کنویں سے پانی نکالتے، اپنے دورِ خلافت میں بازاروں کا چکر لگا کر قیمتوں کی نگرانی فرماتے، گداگری سے لوگوں کو روکتے تھے، جب نماز کا وقت آتا تو آپؓ کے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا اور چہرے پر زردی چھا جاتی، کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ ''اس امانت کی ادائیگی کا وقت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر اتارا تو وہ اس بوجھ کو اٹھانے سے عاجز ہو گئے'' آپؓ میں عجز وانکساری نمایاں تھی، اپنے عہدِ خلافت میں بازاروں میں تشریف لے جاتے وہاں جو لوگ راستہ بھولے ہوئے ہوتے انہیں راستہ بتاتے، بوجھ اٹھانے والوں کی مدد کرتے، تقویٰ اور خشیت الٰہی آپؓ میں بہت زیادہ تھی، ایک بار آپؓ ایک قبرستان میں بیٹھے تھے کہ کسی نے کہا کہ! اے ابوالحسن آپؓ یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں؟ فرمایا میں ان لوگوں کو بہت اچھا ہم نشین پاتا ہوں یہ کسی کی بدگوئی نہیں کرتے اور آخرت کی یاد دلاتے ہیں ایک مرتبہ آپؓ قبرستان میں تشریف لے گئے اور ہاں پہنچ کر قبر والوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا! اے قبر والوں! اے بوسیدگی والو! اے وحشت وتنہائی والو! کہو کیا خبر ہے کیا حال ہے، ہماری خبر تو یہ ہے کہ تمہارے جانے کے بعد مال تقسیم کر لیے گے اور اولادیں یتیم ہو گئیں، بیویوں نے دوسرے شوہر کر لیے...... یہ تو ہماری خبر ہے، تم بھی اپنی خبر سناؤ! اس وقت کمیل نامی شخص آپؓ کے ہمراہ تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت علیؓ نے فرمایا کہ! اے کمیل اگر ان (مردوں) کو بولنے کی اجازت ہوتی تو یہ جواب دیتے کہ بہترین سامانِ آخرت پرہیزگاری ہے، اس کے بعد حضرت علیؓ رونے لگے اور فرمایا اے کمیل قبر اعمال کا صندوق ہے اور موت کے وقت یہ بات معلوم ہوتی ہے، ایک مرتبہ جلیل القدر صحابی، کاتب وحی سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کے اصرار پر ضرار اسدیؓ نے خلیفہ چہارم سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے اوصاف وصفات بیان کرتے ہوئے کہا کہ! اللہ کی قسم حضرت علی المرتضیٰؓ بڑے طاقتور تھے، فیصلے کی بات کہتے تھے اور انصاف کے ساتھ حکم دیتے تھے، علم وحکمت ان کے اطراف سے بہتے، دنیا اور اس کی تازگی سے متوحش ہوتے تھے، رات کی تنہائیوں اور وحشتوں سے انس حاصل کرتے تھے، روتے بہت تھے اور فکر میں زیادہ رہتے تھے، لباس ان کو وہی پسند تھا جو کم قیمت ہو اور کھانا وہی مرغوب تھا جو ادنیٰ درجہ کا ہو، ہمارے درمیان بالکل مساویانہ زندگی بسر کرتے تھے اور جب ہم پوچھتے تو جواب دیتے تھے، باوجودیکہ ہم ان کے مقرب تھے مگر ان کی ہیبت کے سبب سے ان سے بات کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی وہ ہمیشہ اہلِ دین کی تعظیم کرتے تھے اور مساکین کو اپنے پاس بٹھلاتے تھے کبھی کوئی طاقتور اپنی طاقت کی وجہ سے ان سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی امید نہ کر سکتا تھا اور کوئی کمزور ان کے انصاف سے مایوس نہیں ہوتا تھا، خدا کی قسم میں نے بعض اوقات دیکھا کہ جب رات ختم ہونے کو ہوتی تو داڑھی پکڑ کر اس طرح بیقرار ہوتے تھے کہ جس طرح کوئی سانپ کے ڈسنے سے بے چین ہوتا ہے اور بہت دردناک

آواز میں روتے تھے اور فرماتے !اے دنیا میرے سوا کسی اور کو فریب دے تو میرے سامنے کیوں آتی ہے مجھے شوق کیوں دلاتی ہے یہ بات بہت دور ہے میں نے تجھے تین طلاق بائنہ دی ہیں جن میں رجوع نہیں ہوسکتا، تیری عمر کم ہے اور تیری قدر و منزلت بہت حقیر ہے، آہ......زادِ راہ کم ہے اور سفر لمبا ہے، راستہ وحشت ناک ہے... یہ سن سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو ابوالحسنؓ (علی رضی اللہ عنہ) پر اللہ کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔

ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؓ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، ہر معرکہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی شجاعت و بہادری اور فداکاری کا لوہا منوایا۔ بدر و احد، خندق وحنین اور خیبر میں اپنی جرأت و بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔ ہجرت کی شب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر آرام فرما ہوئے اور آپؓ نے آخری وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری کے فرائض سرانجام دیے اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کو ''غُسلِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم'' کی سعادت بھی نصیب ہوئی آپؓ ''عشرہ مبشرہ'' جیسے خوش نصیب صحابہ کرامؓ میں بھی شامل ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں ہی جنت کی بشارت وخوشخبری دی اور خلافتِ راشدہؓ کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے، 9ھ میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ''امیر حج'' بنا کر روانہ کیا اور ان کی روانگی کے بعد سورہ برأت نازل ہوئی تو اس کی تبلیغ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مامور کیا، آپؓ کو بچپن میں قبولِ اسلام کی سعادت نصیب ہوئی اور بچوں میں سے سب سے پہلے آپؓ ہی دولتِ ایمان سے منور ہوئے، آپؓ کو ''السابقون الاولون'' میں بھی خاص مقام اور درجہ حاصل ہے۔

آپؓ ''بیعتِ رضوان'' میں شریک ہوئے اور ''اصحابُ الشجرہؓ'' کی جماعت میں شامل ہوئے جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں راضی ہونے اور جنت کی بشارت وخوشخبری دی، آپ ''اصحابِ بدر میں سے بھی ہیں جن کی تمام خطائیں اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیں، مکی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر قسم کے مصائب ومشکلات کو جھیلتے رہے......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا ''مواخاتی بھائی'' بنایا اور چند سال بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے ساتھ وہی نسبت دی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کو محرومی کا سبب قرار دیا۔ آپؓ بہت زیادہ عبادت گزار تھے، امام حاکمؒ نے زبیر بن سعید رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں نے کسی ہاشمی کو نہیں دیکھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ عبادت گزار ہو۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ بہت زیادہ

روزہ دار اور عبادت گزار تھے۔ آپؓ بہت زیادہ سخاوت کرنے والے تھے۔ کوئی سائل وحاجت مند آپؓ کے در سے خالی نہ جاتا تھا...... آپؓ قرآن مجید کے حافظ اور اس کی ایک ایک آیت کے معنیٰ اور شانِ نزول سے واقف تھے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی وہ خوش قسمت ترین انسان ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے موقع پر فتح کا جھنڈا عنایت فرمایا۔ حضرت سہیل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن فرمایا کہ کل یہ جھنڈا میں ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا، وہ شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوگا...... پھر جب صبح ہوئی تو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، سب لوگ اس بات کی امید (اور خواہش) رکھتے تھے کہ جھنڈا ان کو دیا جائے...... مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ان کی آنکھیں آشوب کی ہوئی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو بلواؤ...... وہ (حضرت علیؓ) لائے گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ اچھے ہو گئے گویا کہ ان کی آنکھوں میں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا عطا فرمایا (صحیح بخاری و مسلم)، حضرت زر بن جیشؓ سے روایت ہے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑ کر درخت نکالا اور جان کو پیدا کیا کہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ سے وہی محبت کرے گا جو مؤمن ہوگا اور مجھ سے وہی بغض رکھے گا جو منافق ہوگا (صحیح مسلم) خلیفہ سوم سیدنا عثمان غنی کی شہادت کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تین ماہ کم پانچ سال تک تختِ خلافت پر متمکن رہنے کے بعد عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کے ہاتھوں زخمی ہونے کے بعد 21 رمضان المبارک کو ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرما کر شہادت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو گئے اور 22 لاکھ مربع میل کے وسیع وعریض خطے پر نظام خلافت کو جاری کرنے کے بعد کوفہ کے نزدیک مقام نجف میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ......

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SC
SINCE 1968
Manufacture of Quality Furniture, Government Contractors, Electronics & General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
0302-8630028
061 -4552446
فون نمبر:
Email:saleemco1@gmail,com
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان

علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے، ام المومنین حضرت حفصہؓ کے بھائی اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ (یکے از عشرہ مبشرہ) کے بھانجے تھے ہجرت کے وقت لڑکپن کی حدود سے گذر رہے تھے، بدر کی لڑائی میں شامل نہیں ہو سکے تھے احد کے بارے میں دونوں طرح کی روایتیں موجود ہیں غزوۂ خندق اور بعد کے غزوات میں ان کی شمولیت یقینی ہے۔ بڑے پائے کے عالم تھے اور ان کا خاص وصف اتباع سنت کا التزام تھا سنت سے سر مو انحراف نہیں کرتے تھے، سنن عبادۃ کے علاوہ سنن عادیہ کی بھی پابندی کرتے تھے ذات اقدس سے محبت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے ان کا دل بھر آتا اور آنسو ٹپک پڑتے ایک مرتبہ انہوں نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عورتیں اگر نماز باجماعت کے لیے تم سے مسجد آنے کی اجازت مانگیں تو تم انہیں روکا نہ کرو۔ آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے بلال رضی اللہ عنہ کہنے لگے خدا کی قسم ہم تو انہیں روکیں گے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سخت ناراض ہو گئے اور بلال رضی اللہ عنہ سے اتنے ناراض ہوئے کہ اتنا کبھی ناراض نہیں ہوئے تھے اور کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتا ہوں اور تو اپنا عمل پیش کرتا ہے کہ ہم اس طرح کریں گے (مسلم ص ۱۸۳ ج ۱) اور مسند احمد میں مجاہد تابعی سے یہی واقعہ منقول ہے اس کے آخر میں ہے۔

فَمَا كَلَّمَهُ حَتّٰى مَاتَ (پھر مرتے دم تک آپ نے کبھی بیٹے سے گفتگو نہ کی۔)

بخاری اور مسلم میں روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے، میں بہشت میں جس جگہ جانا چاہتا ہوں، وہ ٹکڑا مجھے اڑا کر وہاں پہنچا دیتا ہے میں نے یہ خواب اپنی بہن ام المومنین حفصہؓ کو سنایا انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تیرا بھائی یقیناً نیک آدمی ہے۔ کیا ہی اچھی بات ہوگی کہ وہ رات کو عبادت کیا کرے“ بخاری ص ۱۰۳۹ ج ۲ مسلم ص ۲۹۸ ج ۲)

حضرت عبداللہ کے صاحبزادے سالم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ رات کو بہت تھوڑا وقت سوتے تھے (زیادہ وقت عبادت میں گذارتے تھے) بخاری ص ۵۲۹ ج ۱)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ہذا پر عنوان قائم کیا ہے۔ **الا ستبرق ودخول الجنة فى المنام** علم تعبیر الرویا کے مطابق بہشت میں داخل ہونے کے خواب کو ایک بشارت کی حیثیت حاصل ہے امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ومن راى انه دخل الجنة فانه يد خلها وهى بشارة له

(تعبیر الرویا الصغیر ص ۱۲)

جو شخص یہ دیکھے کہ وہ بہشت میں داخل ہوا ہے تو یقیناً وہ اس میں داخل ہوگا اور یہ اس کے لیے ایک بشارت ہے۔ اور یہاں تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصدیق فرما دی ہے اور کیا چاہیے؟

عطاء محمد جنجوعہ قسط نمبر (2)

حدیث ثقلین سے حق خلافت کا استدلال درست نہیں

وَاَطِیْعُوااللّٰہَ وَالرَّ سُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ آل عمران 132

اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

وَاَطِیْعُوااللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْہُ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَاعَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

اور تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور احتیاط رکھو اور اگر اعراض کرو گے تو یہ جان رکھو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ، وَ اَطِیْعُوْا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ

سو تم اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو۔الانفال (1)

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْھَبَ رِیْحُکُمْ الانفال (45)

اور اللہ کی اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے رہو آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوْا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْا الرَّسُوْلَ وَلَاتُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ محمد: (33)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کا کہا مانو اور اپنے اعمال غارت نہ کرو

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوْا اللّٰہَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

اے ایمان والو! فرماں برداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرماں برداری کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تم میں سے اختیار والوں کی پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اُسے لوٹاؤ اللہ کی طرف اور رسول کی طرف۔ اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔ مذکورہ آیات نے مسئلہ واضح کر دیا ہے کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واجب ہے لیکن کسی ایک مقام پر بھی اہل بیت اور عترت کی اطاعت کا ذکر نہیں ملتا البتہ ایک مقام پر اولوالامر (امراء وحکام) کی اطاعت کا حکم موجود ہے لیکن وہ علی الاطلاق نہیں بلکہ مشروط ہے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ اس لیے اَطِیعو اللہ کے بعد اطیعوالرسول تو کہا کیونکہ یہ دونوں مستقل اور واجب ہیں لیکن اطیعواولی الامر نہیں کیا کیونکہ اولوالامر کی اطاعت مستقل نہیں جبکہ فریق ثانی کے نزدیک اولوالامر سے آل محمد کے ائمہ کرام قرار ہیں۔ چونکہ ان کے عقیدہ کے مطابق ائمہ کرام معصوم عن الخطا ہیں اور اُن کی اطاعت فرض ہے۔(اثبات الامامت ص 24 تا 30)

لیکن قرآن حکیم میں مذکور اولوالامر مفترض الطاعۃ نہیں۔معصوم سے متنازعہ امر کا اظہار ناممکن ہے جبکہ قرآن حکیم

میں متنازعہ معاملات کی صورت میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹنے کا حکم ہے اولوالامر کی طرف نہیں اس بنا پر اُن کے معصوم اور مفترض الطاعۃ ائمہ کرام لینا کسی لحاظ سے بھی درست نہیں۔ خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو گمراہی سے بچنے کے لیے کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا ہے۔ ذیل میں چند احادیث اس مسئلہ کی خاطر بطور استدلال پیش کی جارہی ہیں

روایت اول. قَالَ مَالِکٌ اَنَّهٗ بَلَّغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمَرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَاتَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّكُمْ . . (۱) مؤطامالک صفحہ ۳٦۳ باب النبی عن القول فی القدر طبع مجتبائی. دھلی (۲) الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم الظاھری صفحہ نمبر ۱۰۷۵ الخبرء الثامن الفصل الاوّل طبع جدید مصری)

یعنی امام مالک فرماتے ہیں کہ ان کو یہ بات پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک ان دونوں کو پکڑے رکھو گے ہر گز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب ہے دوسری اس کے نبی کی سنت ہے۔

روایت دوم. عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیْؓ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْقِلُوْا اَيُّهَاالنَّاسُ قَوْلِیْ فَاِنِّیْ قَدْ بَلَّغْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَداً اَمْراً بَيِّناً كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ (سیرۃ ابن ھشام خطبہ حجۃ الوداع)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا کہ اے لوگو میری بات کو سمجھو تحقیق میں نے دین کی تبلیغ کی اور میں نے تم لوگوں میں وہ واضح روشن چیز چھوڑی ہے اگر تم اس کو اخذ کرو گے تو ہر گز گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ کی کتاب ہے اور اس کے نبی کی سنت ہے۔

مشہور محدث دارقطنی نے اپنے مکمل اسناد کے ساتھ السنن للدارقطنی میں اس کو درج کیا ہے۔

روایت سوم. عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَّفْتُ فِيْكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَ هُمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتِیْ وَلَنْ يَفْتَرِقَا حَتّٰى يَرُدَّا عَلَى الْحَوْضِ."

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے تم میں دو چیزیں اپنے بعد چھوڑی ہیں ان کو اخذ کرنے کے بعد تم ہر گز گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور میری سنت اور یہ دونوں ایک دوسرے سے نہ جدا ہوں گی۔ حتیٰ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں (۱) السنن الدارقطنی صفحہ ۵۲۹ مطبع انصاری دہلی)

(۲) روایت ہذا کو خطیب بغدادی نے اپنے اسناد کے ساتھ کتاب الفقیہ والمتفقہ صفحہ ۹۴ جلد اول پر تحت ذکر الخبر بان السنۃ لاتفارق الکتاب میں بہ تفصیل درج کیا ہے)

روایت چہارم. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ يَئِسَ الشَّيْطَانُ بِاَنْ يُّعْبَدَ بِاَرْضِكُمْ وَلٰكِنَّهٗ رَضِیَ اَنْ يُّطَاعَ فِیْ مَاسِوَاذَالِکَ مِمَّاتُحَاقِرُوْنَ

مِنْ اَعْمَالِكُمْ فَاحْذَرُوْا اَيُّهَاالنَّاسُ اِنِّیْ قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوْااَبَداً كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهٖ.

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حجۃ الوداع میں خطبہ دیا۔فرمایا کہ اس بات سے تو شیطان ناامید ہو چکا ہے کہ تمہاری زمین میں اس کی پرستش کی جائے لیکن وہ پسند کرتا ہے کہ اس عبادت کے بغیر تمہارے اعمال کو حقیر جاننے کی صورت میں اس کی اطاعت کی جائے۔لوگو! خوف کرنا میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑتا ہوں اگر اس کے ساتھ اخذ اور تمسک کروگے تو کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے وہ چیز اللہ کی کتاب ہے۔اور اس کے نبی کی سنت ہے۔

1۔(مستدرک حاکم جلد اول صفحہ۹۳ طبع دکن باب کتاب العلم) 2۔(کتاب السنۃ محمد ابن نصر لمروزی صفحہ ۲۱ مطبوعہ الریاض 3۔احکام الاحکام لابن حزم جلد سادس ۳۶، صفحہ ۸۰۹ تا۸۱۰۔

روایت پنجم۔عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَخَطَبَ النَّاسَ فِی حَجَّةِ الْوَدَا عِ فَقَالَ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَداً كِتَابُ اللّٰهِ وَ سُنَّةَ نَبِيِّهٖ

سنن الکبریٰ بیہقی جلد عاشر صفحہ۱۱۴ طبع دکن ۔ بحوالہ ”حدیث ثقلین“ از مولانا نافع ص229 تا235

قرآن وحدیث سے واضح ہوگیا کہ گمراہی سے بچنے کے لیے کتاب وسنت سے تمسک ضروری ہے ان دو کے علاوہ اہل بیت وعترت رسول سے تمسک ضروری تھا تو اس کا بھی ذکر ضرور ہوتا۔مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ اصل دو ثقیل چیزیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جن بعض روایات میں صرف کتاب اللہ کے ساتھ تمسک کرنے اور اخذ کرنے کا مضمون وارد ہے وہاں سنت کا تذکرہ موجود نہیں ہے۔محدثین نے وضاحت کی ہے چونکہ سنت نبوی کتاب اللہ کے مضامین ومطالب کی بیان کنندہ ہے اس بنا پر کتاب اللہ کے ذکر نے سنت کے ذکر سے مستغنی کر دیا ہے۔

قرآن وحدیث کے مستند حوالوں کے بعد نہج البلاغہ میں بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق قائم کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔کسی مقام پر ان کے ساتھ اہل بیت وعترت کو نہیں ملایا گیا۔

اَفِيْضُوْا فِیْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَحْسَنُ الذِّكْرِ. وَارْغَبُوْا فِيْمَا وَعَدَ الْمُتَّقِيْنَ فَاِنَّ وَعْدَهٗ اَصْدَقُ الْوَعْدِ وَاقْتَدُوْابِهَدْیِ نَبِيِّكُمْ فَاِنَّهٗ اَفْضَلُ الْهَدْیِ. وَاسْتَنُّوْا بِسُنَّتِهٖ فَاِنَّهَآ اَهْدَى السُّنَنِ وَتَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ فَاِنَّهٗ اَحْسَنُ الْحَدِيْثِ وَتَفَقَّهُوْافِيْهِ فَاِنَّهٗ رَبِيْعُ الْقُلُوْبِ

اللہ کے ذکر میں بڑھے چلو اس لیے کہ وہ بہترین ذکر ہے۔اور اس چیز کے خواہشمند بنو، کہ جس کا اللہ نے پرہیزگاروں سے وعدہ کیا ہے۔اس لیے کہ اس کا وعدہ سب وعدوں سے زیادہ سچا ہے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی پیروی کرو کہ وہ بہترین سیرت ہے۔اور ان کی سنت پر چلو کہ وہ سب طریقوں سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہے۔اور قرآن کا علم حاصل کرو، کہ وہ بہترین کلام ہے، اور اُس میں غور وفکر کرو کہ یہ دلوں کی بہار ہے۔

خطبہ نمبر 108 نہج البلاغہ مترجم مفتی جعفر حسین ص316 (جاری ہے)

محمد راشد ڈسکوی

شوال کے چھ روزوں کے فضائل واحکام

رمضان المبارک کا ماہ مبارک مکمل ہوگیا اوراس کے بعد شوال کا مہینہ شروع ہو چکا ہے، جس کی یکم تاریخ کو ہم عید الفطر کے نام سے جانتے ہیں، اس عید کے بعد شوال کے بقیہ مہینے میں چھ روزے رکھنے کی فضیلت اور ترغیب صحیح احادیث مبارکہ میں ملتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ''۔ (صحیح مسلم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ پورے زمانے کے روزے رکھنے کی طرح ہے''۔

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، وَسِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، فَكَأَنَّمَا صَامَ السَّنَةَ كُلَّهَا''۔ ''جس نے رمضان کے روزے رکھے اور (اس کے بعد) شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے'' (مسند احمد)۔

ان دونوں احادیث میں غور فرمائیں تو پہلی حدیث میں شوال کے چھ روزے رکھنے کو پورے زمانے کے روزے اور دوسری حدیث میں پورے سال کے روزے رکھنے کی مانند قرار دیا گیا ہے۔

ان دونوں احادیث میں علماء کرام نے اس تطبیق دی ہے کہ مسلمان جب رمضان المبارک کے پورے مہینے کے روزے رکھتا ہے تو (اس قاعدہ کہ ایک نیکی کا کم از کم اجر دس گنا ہے، کے تحت) اس ایک مہینے (یعنی: رمضان المبارک) کے روزے دس مہینوں کے برابر بن جاتے ہیں۔ اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے جائیں تو یہ چھ روزے ساٹھ روزوں یعنی: دو مہینے کے روزوں کے برابر ہو جاتے ہیں، گویا رمضان اوراس کے بعد چھ روزے شوال میں رکھنے والا پورے سال کے (یعنی: تین سو ساٹھ) روزوں کے اجر کا مستحق بن جاتا ہے۔

اس تشریح سے مذکورہ بالا حدیث کا مطلب واضح سمجھ میں آجاتا ہے کہ گویا اس طریقہ پر عمل کرنے والے شخص نے پورے سال کے روزے رکھے۔ اور اگر مسلمان کی زندگی کا یہی معمول بن جائے کہ وہ ہر سال رمضان المبارک کے روزوں کے ساتھ ساتھ شوال کے چھ روزوں کا بھی اہتمام کرتا رہے تو یہ ایسے شمار ہوگا، جیسے: اس نے پوری زندگی روزوں میں ہی گزاری ہو۔ اس توجیہ سے حدیث مذکور کا مضمون کہ ''یہ شخص پورے زمانے کے روزے رکھنے کی طرح

ہے''، بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

مذکورہ فضیلت کے علاوہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کے روزوں میں جو کوتاہیاں سرزد ہو جاتی ہیں، شوال کے ان چھ روزوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کمیوں اور کوتاہیوں کو دور فرما دیتے ہیں۔ اس طرح ان چھ روزوں کی رمضان کے فرض روزوں سے وہی نسبت ہوگی جو سنن ونوافل کی فرض نمازوں کے ساتھ ہے کہ اللہ تعالیٰ سنن ونوافل کے ذریعہ فرض نمازوں کی کوتاہیوں کو دور کر دیتے ہیں، جیسا کہ واضح طور پر احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔

بعض حضرات ان روزوں کو مکروہ قرار دیتے ہیں، اپنی دلیل میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے ان روزوں کو اپنی کتاب ''مؤطا امام مالک'' میں مکروہ قرار دیا ہے۔ نیز کراہت کی دوسری وجہ یہ قرار دیتے ہیں کہ عوام ان روزوں کو فرض روزوں کی طرح ضروری سمجھتی ہے، اس لیے ان روزوں کا رکھنا مکروہ ہے۔

اس بارے میں عرض یہ ہے کہ جمہور فقہاء احناف، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک یہ روزے مکروہ نہیں، بلکہ مسنون ومستحب ہیں۔ رہا امام مالک رحمہ اللہ کا قول تو اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مؤطا امام مالک رحمہ اللہ میں (رمضان کے فوراً بعد یعنی: عید الفطر کے دوسرے دن سے ہی) ان روزوں کے اہتمام کو مکروہ تحریر کیا ہے۔ علاوہ ازیں! بعض حضرات نے عید الفطر کے فوراً بعد ان چھ روزوں کو رکھ کر ساتویں شوال کی شام کو ایک تقریب کی صورت بنانی شروع کر دی تھی، ممکن ہے کہ اسی وجہ سے امام مالک رحمہ اللہ نے عید الفطر کے دوسرے دن سے اہتمام کے ساتھ ان روزے رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہو تاکہ رمضان اور غیر رمضان کے روزوں میں فرق کیا جاسکے، جیسا کہ امام قرطبی رحمہ اللہ نے تحریر کیا ہے کہ خراسان کے بعض حضرات نے رمضان کی طرح عید الفطر کے بعد ان روزوں کا اہتمام کیا۔

دوسرا احتمال جو بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں عوام نے اس کو ضروری سمجھ رکھا ہے، اس لیے ان پر عمل کرنا منع ہے، تو یہ بھی درست نہیں ہے، اس لیے کہ آج کل کوئی بھی ان روزوں کو فرض یا واجب نہیں سمجھتا، خواص یعنی اہل علم کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، عوام کو جب بھی ان روزوں کی ترغیب دی جاتی ہے تو ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کیا جاتا ہے کہ یہ روزے فرض یا واجب نہیں ہیں، محض مسنون اور باعث اجر ہیں۔

شوال کے روزوں سے متعلق کچھ متفرق مسائل:

(1) عید الفطر کے بعد شوال کے یہ چھ روزے فرض یا واجب نہیں ہیں۔ بلکہ مستحب ومسنون ہیں۔

(2) اگر کسی شخص کے ذمے رمضان کے روزے بھی باقی ہوں تو افضل یہ ہے کہ پہلے قضاء روزے مکمل کرے، پھر شوال کے یہ روزے رکھے، لیکن اگر کوئی رمضان کے روزوں کی قضا سے پہلے ان چھ روزوں کو رکھنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے، کیونکہ رمضان کے روزوں کی قضا فوری طور پر واجب نہیں ہے بلکہ کسی بھی ماہ میں رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضاء کی جاسکتی ہے۔

(3) شوال کے مہینے میں یہ چھ روزے رکھتے ہوئے قضاء اوران روزوں کی نیت جمع کرنا درست نہیں ہے۔ بلکہ جدا جدا ہی رکھنا ضروری ہے۔

(4) ان روزوں کو عید کے فورا بعد اور مسلسل رکھنا ضروری نہیں ہے، اگر چہ بعض علماء اس کے بھی قائل ہیں۔ لیکن معتبر بات یہ ہی ہے کہ شوال کے پورے مہینے میں جب چاہیں رکھ سکتے ہیں۔

(5) ان چھ روزوں کے بعد عید منانے کا کوئی تصور شریعت میں نہیں ہے۔

(6) ان روزوں کی نیت رات سے کرنا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ صبح صادق کے بعد اگر کچھ بھی نہ کھایا ہو تو ضحوہ کبریٰ یعنی: زوال سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے تک نیت کر سکتے ہیں۔ سحری کھانا سنت ہے لیکن بغیر سحری کے بھی روزہ ہو جاتا ہے۔

(7) اگر ان روزوں میں سے کوئی روزہ رکھ کر کسی وجہ سے توڑنا پڑ جائے تو اس کی صرف قضاء لازم ہوگی، کفارہ نہیں۔

(8) اگر کسی شخص نے ان چھ روزوں کو رکھنا شروع کیا، لیکن کسی وجہ سے ایک یا دو روزہ رکھنے کے بعد بقیہ روزے نہیں رکھ سکا، یعنی: شوال میں ہی چھ روزے مکمل نہیں رکھ سکا تو اس پر باقی روزوں کی قضاء لازم نہیں ہے۔

(8) اسی طرح اگر کوئی شخص ہر سال ان روزوں کے رکھنے کا اہتمام کرتا ہے مگر اس سال نہ رکھ سکا تو وہ گناہگار نہیں ہوگا اور نہ ہی اس پر ان روزوں کی قضا واجب ہوگی۔

عطاء محمد جنجوعہ (قسط نمبر 5)

دعوتی واصلاحی پیغام

نظریہ تحریف کے ابطال پر دو آیتوں کے ساتھ غلط استدلال:

پہلی آیت یہ ہے:

(اِنّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ) (الحجر : ۹)

''ہم نے ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

اس آیت مبارکہ کے ساتھ تمسک کرنا بچند وجہ صحیح نہیں ہے۔

اوّلاً:............ یہاں اس ذکر سے مراد پیغمبر اسلام کی ذات والصفات ہو کر خداوند عالم شر اعداء سے ان کی حفاظت و؟ کا وعدہ فرمارہا ہے۔ اس بنا پر آیت مبارکہ فَاسْئَلُوْا اهل الذكر سے مراد اہل اصول لیے جاتے ہیں۔

ثانیاً: اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہاں ''ذکر'' سے مراد قرآن مجید ہی ہے تو غور طلب امر یہ ہے کہ آیا اس سے مراد قرآن مجید کے تمام افراد ہیں یا اس سے مراد مطلق قرآن ہے۔ کئی دفعہ قرآن اتفاقاً جل بھی جاتے ہیں کسی اور طریقہ سے تلف بھی ہو جاتے ہیں اگر قدرت کاملہ نے ہر ہر فرد کا وعدہ کیا ہوتا کوئی شخص کسی قرآن کے ساتھ بے ادبی نہ کر سکتا اور نہ بخود ایسا ہوتا پس ماننا پڑھ گا کہ اس امر سے مراد مطلق قرآن (قرآن کلی) ہے لہٰذا اگر قرآن کا ایک فرد بھی اس تحریف سے محفوظ ہے تو وعدہ خداوندی پورا ہے اور قائل تحریف کہہ سکتا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین کا جمع کردہ قرآن اس وعدہ الٰہیہ کی عملی تصویر ہے جو موجود ہے۔ ہر قسم کی تحریف سے محفوظ ہے۔''(۱)

شیعہ مجتہد علامہ محمد حسین کی ایک طرف قرآن کی صحت کی تصدیق دوسری طرف تحریف قرآن کے قائلین کے موقف کی بھرپور وکالت اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ شیعہ دراصل تحریف سن کر علیحدہ نہ ہو جائیں۔ اس لیے شیعہ مجتہد اپنی قوم کو نظریہ ضرورت کے تحت اس قرآن مجید کے پڑھنے کا حکم اور تحریف شدہ مقامات پر ائمہ کے اقوال سے رجوع کرنے کا حکم دیتے ہیں تاوقتیکہ امام صاحب الزماں مصحف علیؓ لے کر نہیں آتے۔

ایران کے مطبوعہ عربی فارسی کتب مارکیٹ میں عام دستیاب نہیں ہوسکتیں، دوسرا عام فہم طبقہ ان کا ترجمہ سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہے، اس لیے میں ایک ہندوستانی عالم حکیم مقبول احمد دہلوی کا حوالہ پیش کرتا ہوں جسے شیعہ صاحبان دقیقہ شناس رموز قرآن مناظر لاثانی کی حیثیت دیتے ہیں۔ اس نے اردو زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا وہ حاشیہ میں لکھتا ہے۔

''ان پانچ جھنڈوں میں سے پہلا جھنڈا اس امت کے گوسالہ (ابوبکر) دوسرا جھنڈا اس امت کے فرعون (عمر) تیسرا جھنڈا اس امت کے سامری (عثمان) چوتھا جھنڈا ذوالثدیہ یکے بعد دیگرے لے کر آئیں گے۔ اس میں آنحضرت فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں سے سوال کروں گا کہ تم نے میرے بعد ان دو گراں قدر چیزوں کے ساتھ جو میں تم میں چھوڑ آیا تھا کیا برتاؤ کیا وہ جواب دیں گے۔ ثقل اکبر (یعنی کتاب اللہ) میں تو ہم نے تحریف کی اور اسے پس پشت ڈال دیا اور ثقل اصغر (یعنی اہل بیت رسول) ان سے ہم نے عداوت اور بغض رکھا اور ظلم کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں ان سے یہ کہوں گا کہ تمہارے کالے منہ ہوں تم جہنم میں بھوکے پیاسے چلے جاؤ۔ (۲)

مذکورہ تحریر سے غالیوں کا خلفاء راشدین پر بغض وعناد ظاہر ہوتا ہے جو مذہبی تصادم کا موجب بنتا ہے۔ دوسرا ان پر الزام تراشی سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ قرآن تحریف شدہ ہے۔

پاکستان کے معروف شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو نے بھی تسلیم کیا ہے کہ قرآن میں بارہ اماموں کے نام پہلے مذکور تھے چنانچہ لکھتے ہیں: ''کہا جاتا ہے کہ اگر مسئلہ امامت اس قدر اہم تھا کہ جتنا شیعہ حضرات خیال کرتے ہیں تو خداوند عالم نے ائمہ کے اسمائے گرامی صراحتاً قرآن میں کیوں نہ ذکر کر دیئے تاکہ مسلمانوں کا اس مسئلہ میں اختلاف ختم ہو جاتا اور سب مسلمان ایک مسلک میں منسلک ہو جاتے۔ اس اعتراض کا الزامی جواب دینے کے بعد تحقیقی جواب یہ دیتے ہیں کہ فریقین کی روایات کے مطابق ائمہ اطہار کے اسمائے گرامی قرآن مجید میں موجود تھے۔ مگر جمع قرآن کے وقت ان کو حذف کر دیا۔ چنانچہ ہماری تفسیر صافی ص ۹ مقدمہ ششم طبع ایران بحوالہ تفسیر عیاشی حضرت امام جعفر صادق سے مروی ہے فرمایا:

''لَوْقُرِئَ الْقُرْآنُ كَمَا أُنْزِلَ لَألْفَيْتُمُوْنَا مُسَمَّيِيْن'' (۳)

''اگر قرآن کو اسی طرح پڑھا جاتا جس طرح وہ نازل ہوا تھا تو تم اس میں ہمیں نام بنام موجود پائے گا۔''

شیعہ عالم بحث ومباحثہ کے دوران تحریف قرآن کی روایتوں کی وضاحت میں حیلہ پیش کرتے ہیں کہ قرآن میں کچھ زائد چیزیں تھیں جو اس وقت موجودہ قرآن میں نہیں ہیں۔ ان کا موقف ہے کہ قرآن منزل من اللہ دو چیزوں پر مشتمل ہے ایک متن دوسری شرح۔ قرآن کا متن وہی ہے جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔ لیکن شرح امام علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھی جس میں ہر آیت کی تاویل جو اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری اور ہر حلال وحرام کا حکم حتیٰ کہ اس میں خراش کا جرمانہ بھی مذکورہ ہے۔

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ ذوالجلال نے امام کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں کی اصلاح کے لیے مبعوث فرمایا، ارشاد ربانی ہے:

(وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا) (سبا: ۲۸)

’’ہم نے آپ کوتمام لوگوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔‘‘

بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی گلیوں میں بدر وحنین کے میدانوں میں اور طائف کی وادی میں جا کر اللہ کی وحدانیت کا پیغام سنایا۔

غور طلب پہلو ہے کہ غالیوں نے تحریف قرآن کی روایتوں کی تاویل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقصد کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہی ذات تک محدود کر دیا۔ دراصل یہ توہین رسالت کا مخفی پہلو ہے۔ آپ کے بقول اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی مصلحت کے تحت اپنے پیش رو خلفاء کے دور میں احکام چھپائے رکھے۔ غور طلب سوال ہے کہ انہوں نے اپنے دورِ خلافت میں تاویل قرآن کی وحی کیوں نہ بیان کی؟

اس قسم کی روایت سے ان کا مقصد یہ ثابت کرنا ہوگا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کے جانشین اور خلافت کے اولین حقدار تھے اسی لیے وہ اپنے پاس مصحف رکھے ہوئے تھے۔ جو کسی دوسرے کے پاس نہ تھا لیکن درحقیقت انہوں نے دوسری طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت ودلیری سے انکار کیا ہے کہ ان کے پاس احکام الٰہی کا ایک ذخیرہ تھا۔ جس میں حلال وحرام اور تمام وہ امور موجود تھے جن کی امت محمدیہ کو تا قیامت ضرورت پڑ سکتی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مخفی رکھا صرف اپنی اولاد میں ان لوگوں کو بتائے جو منصب امامت پر فائز تھے۔ انہوں نے اپنے زمانے میں مسلمانوں سے چھپائے رکھا حتیٰ کہ اپنے شیعہ کو نہیں بتایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام علوم ومعارف بارہویں امام کے غائب ہونے کے ساتھ ہی غائب ہوگئے۔ اس نظریہ پر یقین رکھنے سے خلیفہ بلافصل ثابت ہوتا ہے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شانِ حیدری میں گستاخی؟

غالی مجتہدین میں سوائے چار کے باقی تمام تحریف قرآن کے قائل ہیں البتہ شیخ صدوق، شریف مرتضیٰ، ابوجعفر طوسی اور ابوعلی طبرسی ایسے ہیں جو تحریف قرآن کے قائل نہیں اگر آپ بحث ومباحثہ کے دوران اقرار کریں کہ ہم ان کے معتقد ہیں اور موجودہ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو آپ کا دینی فریضہ ہے کہ تحریف قرآن کے قائل مجتہدین سے اسی طرح نفرت ولاتعلقی کا اظہار کرو جس طرح تم دشمنانِ علی رضی اللہ عنہ سے اعلانیہ بیزاری (۴) اختیار کرنے کو دین کا جز وسمجھتے ہو۔ لیکن شیعہ قوم تحریف قرآن کے قائلین پر کسی صورت لعنت ملامت نہ کریں گے کیونکہ وہ بخوبی واقف ہیں کہ ان چار مجتہدین نے تقیہ کے تحت تحریف قرآن کی نفی کی ہے۔

(۴)ضروریات دین الامامیہ استحلال المتعۃ وحج التمتع والبراء تہ من ابی بکر وعمرو عثمان ومعاویہ ویزید بن معاویہ وکل من حارب امیر المؤمنین اوغیرہ من الأَئمّۃ ومن جمیع

قتلة الحسين رضی الله عنه. رساله اعتقادات اماميه درترجمه رساله، ص ۵۶.

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ روئے کائنات کے تمام شیعہ جب تک تحریف قرآن کا مخفی عقیدہ نہ رکھیں کریں تو ان کی نماز مکمل نہیں ہوتی۔

غالی نماز کے بعد کھڑے ہوکر چار قسم کی زیارت پڑھتے ہیں، قبلہ رو ہوکر پہلی زیارت سردار انبیاء میں پڑھتے ہیں۔

"اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يا نبیَّ اللّٰهِ اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يا رَسُولَ اللّٰهِ اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يا حُجَّتَ اللّٰهِ اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يا باعِثَ الهُدٰى اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يا حَبِيْبَ اللهِ اَلسَّلامُ عَلَيْکُم وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ"

"سلام ہو آپ پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! سلام ہو آپ پر اے اللہ کی حجت، سلام ہو آپ پر اے ہدایت کے سبب۔ سلام ہو آپ پر اے اللہ کے حبیب، سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں بھی۔"

"اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يا صاحِبَ الْعَصْرِ وَالزَّمَانِ اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يا خَلِيْفَة الرَّحْمَانِ، اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يا اِمَامَ اَلْاِنْسِ وَالْجَانِ. اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يا شَرِيکَ الْقُرآن، اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يا قامِعَ الْكُفْرِ وَالطُّغْيَانِ اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يا دَافِعَ الظُّلْمِ وَالْعُدْوَانِ.

عَجَّلَ اللّٰهُ فَرَجَکَ وَسَهَّلَ اللّٰهُ مِخْرَجَکَ وَجَعَلْنَا مِنْ انصارِکَ اَلسَّلامُ عَلَيْکُمْ وَرَحْمةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتَهٗ"

"سلام ہو آپ پر اے شہنشاہ زمانہ، سلام ہو آپ پر اے خدائے رحمان کے خلیفہ برحق۔ سلام ہو آپ پر اے انس وجن کے امام۔ سلام ہو آپ پر اے شریک قرآن۔ سلام ہو آپ پر اے کفر وسرکشی کا قلع قمع کرنے والے۔ سلام ہو آپ پر اے ظلم و بے انصافی کو دور کرنے والے۔ اے خداوند عالم آپ کی کشائش میں تعجیل فرمائے اور آپ کے ظہور کو آسان اور ہمیں آپ کے اعوان وانصار میں قرار دے۔ سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں بھی۔"

حواشی

(۱) احسن الفوائد فی شرح العقائد ص ۴۹۱ تا ۴۹۳ مطبوعہ مکتبہ سبطین سرگودھا۔

(۲) ضمیمہ جات مقبول ترجمہ وحواسی ص ۵۸ شائع کردہ مقبول پریس دھلی بار دوئم۔

(۳) اثبات الامامت طبع دوم ص ۳۱۲۔

(۴) شیعہ رئیس المحدثین باقر المجلسی نے مذہب شیعہ کی ضروریات بیان کی ہیں۔

عمر فاروق

تبدیلی سے آزادی تک

جن لوگوں کو تبدیلی کے نام پر دھوکہ دیا گیا وہ اب آزادی کے نام پر دھوکہ کھانے جا رہے ہیں، ایک طرف ان کی حالت تو یہ ہے کہ امریکہ سے آزادی کا تو نعرہ لگا رہے ہیں مگر دوسری طرف وہ عمران نیازی کی غلامی میں اس حد تک آگے جا چکے ہیں کہ وہ اپنی قیادت سے یہ پوچھنے کی بھی ہمت نہیں کر پا رہے کہ وہ تبدیلی والے نعرے کا کیا بنا؟ ساڑھے تین سالہ حکومت کی کارکردگی کیا رہی؟ آپ کے پہلے والے اعلانات اور وعدوں کا کیا ھوا؟ پہلے ان کا تو حساب دو۔۔۔ پھر اگلی منزل پر روانہ ہوں گے۔ مگر ذہنی غلاموں میں بھلا یہ ہمت کہاں؟ اس لیے مداری نئے نعرے کے ساتھ چورن بیچنے میدان میں آگیا ہے اور بچے جمہورے اس پر ایک مرتبہ پھر ناچ رہے ہیں۔ تبدیلی کے نعرے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے حکومت ملی مگر کارکردگی صفر رہی۔ کوئی بھی حکومت جب جائز یا ناجائز طریقے سے ختم ہوتی ہے تو وہ عوام کے پاس جاتی ہے کہ اس نے ملک کی ترقی کے لیے فلاں فلاں منصوبے شروع کیے تھے مگر ان کی حکومت ختم کر دی گئی لہٰذا قوم انہیں دوبارہ منتخب کرے تاکہ ترقی کا جو سفر جہاں ختم ہوا تھا وہاں سے دوبارہ شروع کیا جائے۔ یہ عمران نیازی ہیں کہ جن کے پاس اس حوالے سے عوام کے لئے بتانے کو کچھ بھی نہیں، اس لیے وہ ایک جذباتی نعرہ اور جھوٹ پر مبنی بیانیہ سامنے لائے ہیں جس پر ان کے کارکن بھنگڑے ڈال رہے ہیں۔ رمضان کی ان مقدس راتوں میں جب لوگ اللہ کو راضی کرنے کے لیے عبادتوں میں مصروف ہیں وہاں عمران نیازی اور ان کے حامیوں نے اقتدار سے بے دخلی کے بعد دوبارہ سے پورے ملک کو ڈی چوک بنا دیا ہے جہاں میوزک کنسرٹ ہو رہے ہیں ایک طرف مساجد میں تراویح پڑھی جا رہی ہوتی ہیں تو دوسری طرف موسیقی کی دھنوں اور ناچ گانوں سے امریکہ سے آزادی حاصل کرنے کی مشقیں کی جا رہی ہوتی ہیں۔ عمران نیازی نے جس بے حیائی، فحاشی، بد اخلاقی اور سیاسی فاشزم کو فروغ دیا وہ کسی قومی رہنماء کو زیب نہیں دیتا۔ سوشل میڈیا پر ہندو بھی اس پر چیخ پڑے ہیں۔ ایک ہندو نوجوان کا ٹویٹ نظروں سے گزرا جس میں اس نے کہا ہے کہ کراچی شہر میں ہندو برادری اپنا مذہبی تہوار، ہنومان جیانتی، رمضان کے احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے بغیر بھجن کیرتن اور ساؤنڈ سسٹم کے منا رہی ہے مگر پی ٹی آئی کے جلسے کو دیکھ کر ہمیں بھی شرم آ رہی ہے۔ خیر یہ شرم کی باتیں پی ٹی آئی کے ساتھ میل نہیں کھاتیں۔ ہم پہلے ہی کہتے تھے کہ عمران نیازی کا ریاست مدینہ بنانے کا دعوی سراسر دھوکہ ہے مگر کچھ لوگ ماننے کو تیار نہیں تھے ابھی چند دن قبل پریڈ گراؤنڈ میں منعقدہ جلسے کو امر بالمعروف کا نام دیا گیا مگر اب وہ نعرہ بھی کہیں ناچ گانے میں گم ہو گیا ہے۔

عمران خان چانکیہ اور میکاولی کے سیاسی تصورات کا حامی ہے۔اس کا ایک ہی ہدف ہے کہ نوجوانوں کو جذباتی بنا کر اقتدار حاصل کرے اور اپنے آقاوں کے عزائم کی تکمیل کرے۔اور یہ نوجوان اس وقت اسی جذباتی کیفیت سے گزر رہے ہیں اور ہر ایک کا منہ نوچ رہے ہیں۔ یہ جذباتی نوجوان اس وقت ہمارے معاشرے کے لیے مسئلہ بنا ہوا ہے۔ سیاسی جماعتوں سے لے کر پاک فوج تک ،میڈیا کے حلقوں سے لے کر مختلف اداروں تک یہ نوجوان حملہ آور ہے اور ایک خطرناک سازش کے ساتھ حملہ آور ہے اوراس وقت یہ ملکی سلامتی سے بھی کھیلنے سے گریز نہیں کر رہا۔ پچھلے دنوں پاک فوج کی اعلی قیادت کے خلاف جو شر انگیز مہم چلائی وہ نہایت خوفناک تھی۔ سیکورٹی اداروں نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے اس کا کچھ تدارک تو کیا ہے مگر مکمل علاج نہیں کیا گیا۔ جو کہ ابھی باقی بھی ہے اور ناگزیر بھی۔ سیاسی اورقومی قیادت کو ملک وقوم کو متحد کرنے کی فکر ہوتی ہے اس کے لیے اسے بہت سی چیزوں کی قربانی دینا ہوتی ہے مگر عمران نیازی اوران کے ہمنواایک آئینی طریقے سے اپنی حکومت کے خاتمے پر تلملا رہے ہیں اوراس غم میں وہ کسی بھی ادارے یا شخص کو معاف کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ پاکستان کے خلاف نہایت خوفناک کھیل کھیلا جا رہا ہے اوراس کھیل میں پی ٹی آئی کے کارکن آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔قوم کو تقسیم کیا جا رہا ہے،معاشرے میں تفریق پیدا کی جا رہی ہے،اداروں کو لڑانے کی سازش کی جا رہی ہے اوراس سارے کھیل میں یہ نوجوان استعمال ہو رہے ہیں۔اس نوجوان کے جذبات سے عمران خان اوران کے آقا کھیل رہے ہیں۔ ہمارے دوست اور پی ٹی وی الیکشن سیل کے انچارج احمد اعجاز نے غیرملکی نشریاتی ادارے ڈی ڈبلیو سے بات کرتے ہوئے کہا ہے کہ عمران خان کا فین کلب کبھی بھی سیاسی ورکر نہ بن سکا۔ سیاسی ورکر جمہوریت اور دلیل پر یقین رکھتا ہے جبکہ کپتان کے پرستار اپنے لیڈر کی طرح آمرانہ مزاج اورزعم پارسائی کا جیتا جاگتا نمونہ ہیں۔ احمد اعجاز کی اس بات کا عملی نمونہ دیکھنا ہو تو سوشل میڈیا دیکھ لیں جہاں پی ٹی آئی کے فالورز انتہائی غلیظ ٹرینڈ چلاتے نظر آئیں گے،مخالفین کی پگڑیاں اچھال رہے ہوں گے، سیاسی، مذہبی اور عسکری قیادت کے خلاف برے القابات اور تضحیک آمیز جملوں کا استعمال کر رہے ہوں گے، گالی گلوچ کے کلچر کو فروغ دے رہے ہوں گے اوراس معاملے میں وہ تمام اقدار اور حدود کو پھلانگ رہے ہوں گے اور یہ پہلے دن سے ان کا وطیرہ ہے۔ معروف تجزیہ نگار اور صحافی سجاد اظہر نے نوجوانوں کے اسی رویے کے حوالے سے ڈی ڈبلیو اردو کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ثقافتی گہرائی یا تنقیدی نگاہ سے عاری نوجوان نسل نے بس میڈیا دیکھا اور میڈیا پر کپتان ہی کپتان تھا۔ یہ شہری علاقوں سے تعلق رکھنے والی وہ نسل تھی جن کے ماں باپ رزق کی دوڑ دھوپ میں ان کی تربیت کے لیے وقت نہ نکال سکے۔ ایک ہجوم کی شکل میں یہ نوجوان سوشل میڈیا پر چڑھ دوڑے۔ پاکستان تحریک انصاف نے سوشل میڈیا کو ٹول کے طور پر کمال مہارت سے استعمال کیا۔'' پاکستان سٹڈی سرکل جامعہ کراچی

کے سابق صدر، پچیس سے زائد کتابوں کے مصنف اور پولیٹیکل سائنس کے معروف نام ڈاکٹر جعفر احمد کا دکھ ذرا مختلف ہے۔ ڈی ڈبلیو اردو سے بات کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں پی ٹی آئی نے بدزبانی کے جس کلچر کو فروغ دیا وہ افسوس ناک ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ افسوس ناک بات ایک بڑی تعداد کا اسے قبول کرنا ہے۔''

جن لوگوں نے عمران نیازی کی آبیاری کی تھی اب وہ بھی سر پکڑ کر بیٹھے ہیں کہ یہ ہے وہ تبدیلی کہ جس کا خواب انہوں نے دیکھا تھا؟ مگر اب پلوں کے نیچے سے بہت سا پانی بہہ چکا ہے اس لیے اس زہر کا تریاق نہ کیا گیا تو یہ ایک خطرناک فتنے کا روپ دھار لے گا۔ عمران نیازی نے تحریک عدم اعتماد سے لے کر پنجاب اسمبلی تک جو تماشا لگایا ہے اور جس طرح آئین کے ساتھ کھلواڑ کیا ہے اس سے یہ ثابت ہوا ہے کہ پی ٹی آئی سیاسی جماعت نہیں اور نہ ہی عمران خان میں جمہوری شخصیت کی کوئی نشانیاں موجود ہیں۔ عمران خان سمجھتے ہیں کہ جب تک وہ اقتدار میں ہیں تو سب اچھا ہے اور جوں ہی وہ اقتدار سے الگ ہوئے ملک اور ملکی سلامتی کے اداروں کو بھی نشانے پر رکھ لیا اور ان سے جو اختلاف کرے وہ غدار بن گیا۔ یہ ہے وہ سیاسی سوچ جس کو برسوں کی محنت سے پروان چڑھایا گیا تھا؟ عمران نیازی نے یہ سوچ اور نظریہ دیا ہے کہ صرف وہ حق پر ہیں باقی سب باطل ہیں، وہ سلیکٹ ہو کر حکمران بنیں تو سب ٹھیک ہے اگر ان کا مخالف الیکٹ ہو جائے تو سب غلط ہے، شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی نے بالکل درست کہا ہے کہ ''امپورٹڈ حکومت نامنظور'' کا نعرہ بہت خوش کن ہے مگر جہاں فیٹف (FATF)۔ سیڈا، (CEDA) اور آئی ایم ایف کے بھیجے ہوئے امپورٹڈ قوانین ڈکار لیے بغیر ہضم ہوں وہاں یہ نعرہ دل فریب ہونے کے باوجود عجیب سا لگتا ہے۔ اس لیے یہ امریکہ سے آزادی کا نعرہ بھی تبدیلی کے نعرے کی طرح ایک دھوکہ ہے جو شخص اپنے کارکنوں کو یہ ہدایت کرے کہ امریکہ میں مظاہرہ کرو مگر امریکہ مخالف نعرہ نہ لگانا۔ جس کی کابینہ میں درجن بھر افراد کا تعلق امریکہ اور یورپی ممالک سے ہو۔ جس کی کابینہ کے لوگ امریکہ مخالف نعرہ لگانے سے بھاگیں اور جو شخص اپنی حکومت کے خلاف سازش ہوتا دیکھ کر امریکی سفیر کو ملک بدر نہ کرے، امریکہ سے سفارتی تعلقات منقطع نہ کرے اور جس میں یہ ہمت نہ ہو کہ وہ امریکی سفارتخانے کے سامنے احتجاج کرے اور وہاں کھڑے ہو کر اپنی زبان سے امریکہ مردہ باد کا نعرہ لگائے تو وہ قوم یوتھ کو تو دھوکہ دے سکتا ہے مگر یاد رکھیں کہ اہل پاکستان اس کے فریب میں نہیں آئیں گے۔

شہباز حمید چوہدری

مقبوضہ کشمیر و فلسطین، گولیوں اور بموں کی بارش!

عالم کفر، یہود و ہنود ایک مرتبہ پھر عالم اسلام پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ فلسطین اور مقبوضہ کشمیر اسلام دشمن کی سر بریت کا شکار، مسلمانوں کی نسل کشی کا نیا سلسلہ شروع ہو چکا لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ پکارنے والوں کا روزانہ کی بنیاد پر جانی و مالی نقصان معمول بن چکا ہے۔ بھارتی فوج اور صہیونی حکومت کی جانب سے جس قسم کی شدید اور مسلسل فائرنگ اور بمباری اس بار کی جارہی ہے اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ بھارت اور اسرائیل کا حالیہ فوجی ایکشن اب دوسرے ہفتے میں داخل ہوگیا ہے اور بچے اور خواتین ہی اس کا سب سے زیادہ شکار ہوئے ہیں۔ ہزاروں کشمیری و فلسطینی بے گھر ہو چکے ہیں۔ کئی متاثرین کا تعلق تو ان خاندانوں سے ہے جن میں خواتین، بچوں کے سوا کچھ نہیں بچا ہے۔

بھارت اور اسرائیل کی جانب سے کشمیریوں اور فلسطینیوں کے خلاف نسل کشی کا بدترین نیا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ نئی شروعات کہ روئے زمین پر اسلام کا نام لیوا باقی نہ بچے بھارت سرچ آپریشن کے نام پر نسل کشی میں مصروف تو اسرائیل نے کلمہ گو مسلمانوں کی نسل کشی کی پالیسی پوری دنیا کو بتادی ہے۔ کشمیری اور فلسطینی عالم اسلام کو پکار رہے ہیں۔

پہلے آتے ہیں کشمیر کی طرف کہ جہاں بھارت کشمیریوں کو سزا دینے کے لیے اپنی ریاستی دہشت گردی کو سرکاری پالیسی کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔ جب سے بھارت میں فسطائی مودی نے اقتدار سنبھالا ہے مقبوضہ جموں و کشمیر میں ریاستی دہشت گردی کی ایک نئی لہر شروع کر دی گئی ہے کیونکہ وہ کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کو دبانے کے لیے ہر طرح کے ظالمانہ ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے۔ مقبوضہ علاقے میں روزانہ کے بنیاد پر جعلی مقابلے، قتل، اغوا اور تشدد کے واقعات دیکھنے میں آرہے ہیں۔ گزشتہ چند روز میں بھارتی فوجیوں نے ضلع اسلام آباد میں کشمیری نوجوانوں کو شہید کر دیا۔ رپورٹس بتاتی ہیں کہ بھارتی فوجیوں نے مقبوضہ جموں و کشمیر میں گزشتہ تین دہائیوں کے دوران 95 ہزار 995 کشمیریوں کو شہید کیا ہے۔ سرینگر کی تاریخی جامع مسجد میں آزادی کے حق میں اور بھارت کے خلاف نعرے لگانے پر 13 کشمیریوں کو گرفتار کیا گیا لیکن بھارت کی ظالمانہ پالیسیاں کشمیری عوام کو بھارتی تسلط سے آزادی کی منصفانہ جدوجہد سے باز نہیں رکھ سکیں۔ کشمیری اپنے حق خودارادیت کے حصول کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں اور بھارت کو مقبوضہ علاقے میں بین الاقوامی قوانین کی کھلی خلاف ورزیوں کی سزا ملنی چاہیے۔ اسی ایک ہفتہ میں مقبوضہ جموں و کشمیر میں بھارتی فوجیوں نے اپنی ریاستی دہشت گردی کی تازہ کارروائیوں میں پلوامہ اور بڈگام اضلاع میں 5 کشمیری نوجوانوں کو شہید کر دیا۔ فوجیوں نے ضلع پلوامہ کے علاقے نائرہ میں محاصرے اور سرچ آپریشن کی آڑ میں 4 نوجوانوں کو شہید کیا اور بڈگام کے علاقے چرار شریف میں آپریشن کے دوران ایک نوجوان کو شہید کر دیا۔ قابض بھارتی فوج نے ضلع شوپیاں میں سرچ آپریشن کے نام پر داخلی اور خارجی راستوں کو بند کر کے گھر گھر تلاشی لی اور ایک گھر پر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں 2 کشمیری نوجوان شہید ہو گئے تھے۔ بھارت

نے مقبوضہ کشمیر میں جس ظلم وسربریت کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے اور مسلمانوں کی نسل کشی کا جو نیا سلسلہ شروع کیا ہے اس کی مثال فلسطین میں اسرائیل سربریت کے سوا دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔

فلسطین میں بھی مسلمانوں کی نسل کشی کا نیا سلسلہ شروع ہوا ہے۔قبلہ اوّل میں جمعہ کے روز استبدادی فوجی کارروائی اسرائیل کی ان ناپاک سازشوں کا حصہ ہے، جس کے تحت وہ گزشتہ 70 سال سے زیادہ عرصہ سے فلسطینی مسلمانوں کو لگا تار سربریت کا نشانہ بنا رہا ہے، اس کے ذریعہ سے پوری دنیا کے مسلمانوں کو صدمات سے دوچار کر رہا ہے۔خیال رہے کہ اسرائیل کی نسل پرست سرکار مسلمانوں کو بے عزت اور پریشان کرنے کے لیے ہر رمضان میں کوئی نہ کوئی کارروائی کرتی ہے۔اس نے پچھلے سال غزہ پر بم باری کر کے سیکڑوں افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور غزہ میں بنیادی ڈھانچہ، بجلی گھر، پانی کے ذخائر، اسکول اور ہسپتالوں کو بم باری کر کے تباہ کر دیا۔گزشتہ روز کی سفا کانہ حرکتوں سے بیت المقدس پر فلسطینی علاقوں میں زبردست ناراضی پائی جاتی ہے اور اہم شخصیات اور عالمی لیڈروں کی رائے ہے کہ یہ تشدد بڑے تنازع کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔اسرائیل کے وزیر اعظم نے بھی حسب دستور جارحانہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ اسرائیل کی فورسز کسی بھی صورتحال سے نمٹنے کے لیے تیار ہے۔گزشتہ دو ہفتوں سے اسرائیل کے قبضے والے علاقوں میں تشدد کی واقعات میں اضافہ ہوا ہے۔اسرائیل کی فوج نے کئی افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔فلسطین کے وزیر اعظم محمد اشتیہ نے کہا ہے کہ بیت المقدس میں نمازیوں کے ساتھ رمضان کے مہینے میں کی گئی وارداتوں اچھا شگون نہیں ہے۔اس سے قبل جنگجو گروپ جیسے حماس اور اسلامی جہاد نے ایک ریلی کی اور اعلان کیا کہ اس کارروائی کا جواب دیا جائے گا۔حماس نے گزشتہ روز کی وارداتوں کے بعد اسرائیل کے علاقوں میں راکٹ داغے ہیں۔حماسی کا کہنا ہے کہ یروشلم اور اقصیٰ مسجد کے آس پاس سے فورسز چلی جائیں اور شیخ الجرح سے بھی اسرائیل افواج کا انخلا ہو۔اسرائیل نے 1967ء میں ان علاقوں پر قبضہ کیا تھا اور اپنے ملک کے ساتھ ملا لیا تھا اس کے بعد سے فلسطین اور اسرائیل کے درمیان ٹکراؤ مسلسل جاری ہے۔غزہ اور مغربی کنارے میں اپنی دسترس بڑھانے کے لیے اسرائیل غیر قانونی تعمیرات کر رہا ہے۔مغربی کنارے کے 60 فیصد علاقوں میں اسرائیل کا براہ راست کنٹرول ہے اور وہاں پر ساڑھے 16 ہزار عمارتوں میں یہودی رہتے ہیں۔جبکہ مغربی کنارے میں فلسطینیوں کو صرف 33 عمارتیں ہی بنانے کی اسرائیل نے اجازت دے رکھی ہے۔پی ایل او کے سابق مشیر دانیا بٹو نے کہا کہ اسرائیل کے تسلط میں جو بھی عمارتیں ہیں وہ جابرانہ اور غیر منصفانہ ہیں۔کئی دہائیوں سے روزانہ تشدد کے واقعات ہو رہے ہیں اور یہ پورا علاقہ اسرائیل کے تسلط میں جاتا دکھائی دے رہا ہے۔فلسطینی وزارت خارجہ نے بیت المقدس میں تشدد کی واردات کے لیے اسرائیل کو ذمہ دار قرار دیتے ہوئے کہا کہ وہ (اسرائیل) مکمل اور براہ راست اس صورتحال اور نتائج کے لیے ذمہ دار ہے۔

کشمیری اور فلسطینی عوام بھارتی اور اسرائیلی سربریت کے خلاف کھڑے ہیں لیکن انہیں اپنے حقوق کی جنگ لڑنے کے لیے اسلامی برادری کی حمایت درکار ہے۔اگر بھارت اور اسرائیلی سربریت نہیں رکتی اور کشمیریوں اور فسلطینیوں کے لیے آزادی کے حق کو تسلیم نہیں کیا جاتا تو پھر دنیا میں امن برقرار رہنا مشکل ہو جائے گا۔

مولانا محمد ازہر شاہ رحمہ اللہ

ابن حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (سابق مدیر مجلّہ دار العلوم دیو بند)

جگر مراد آبادی حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے دربار میں

حضرت جگر مراد آبادی اپنی زندگی کے ایک بڑے حصہ میں ایک رندلا ابالی اور شاعر بادہ بدمست رہے ہیں، خود انہوں نے اس دور میں کسی دینی اجتماع میں اپنی شرکت کے موقع پر کہا تھا۔

ہر طرف غل ہے کہ وہ آیا جگر بادہ پرست
اثر نشۂ صہباسے سراپا بدمست
شعر حافظ بزبان جام بکف شیشہ بدمست
بے خبر از ہمہ عالم چہ بلند است و چہ پست
شرر مستانہ کہاں اور سخن و وعظ کہاں
آج یہ رند کہاں اور انجمن وعظ کہاں

اس دور رندی وسرشاری میں جگر کا کسی دینی اجتماع میں شریک ہونا یا کسی بزرگ کے قریب جانا واقعی دشوار بھی تھا اور حیرت ناک بھی؛ مگر یہ حقیقت ہے کہ اس دور میں بھی اس بدعملی اور ذہنی آوارگی کے ساتھ ان کے ذہنی عقائد بالکل صحیح تھے اور انہیں اپنے اضطراری حالات پر شرمندگی تھی، پھر وہ وقت آیا کہ غزل کا یہ مشہور شاعر اس رندی وہوسنا کی سے تائب ہوا اور ان کی زندگی کافی حد تک قاعدہ قرینہ میں آ گئی اور انہیں گاہے گاہے بزرگوں کی مجالس میں حاضری کا بھی شوق ہوا۔

مشہور شاعر اور بزرگ خواجہ عزیز الحسن مجذوب مرحوم کی تحریک پر جگر کئی دفعہ تھانہ بھون حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی کے یہاں گئے۔ تھانہ بھون ان کی حاضری کا آغاز اس طرح ہوا کہ کسی موقع پر خواجہ مجذوب نے ان کا یہ شعر حضرت مولانا تھانویؒ کے سامنے پڑھا۔

مری طلب بھی کسی کے کرم کا صدقہ ہے
قدم یہ اٹھتے نہیں خود اٹھائے جاتے ہیں

مولانا تھانویؒ نے اس شعر کی تحسین فرمائی اور فرمایا اس شعر میں حق تعالیٰ کی عنایات کا ذکر بڑے اچھے انداز میں کیا گیا ہے، خواجہ مجذوب کو حضرت مولانا کی تحسین سے جرأت ہوئی، ادھر جگر صاحب دینی اعتبار سے کافی حد تک سنبھل گئے تھے، خواجہ مجذوب نے اس خیال سے کہ جگر حضرت کی صحبت میں بیٹھیں گے تو ان کی اصلاح ہوگی، حضرت تھانویؒ سے جگر صاحب کی سفارش کی اور انہیں تھانہ بھون آنے کی دعوت دی؛ چنانچہ جگر صاحب کئی مرتبہ تھانہ بھون گئے۔

تھانہ بھون کے کسی قیام کا ایک واقعہ خود جگر صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں خانقاہ اشرفیہ سے باہر کسی دوسری جگہ ٹھہرتا تھا، اور خود مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اس بات کی اجازت دی تھی، ایک مرتبہ سردی کی رات میں 11-12 بجے تک جگر اپنے ہم نشینوں کے ساتھ گپ شپ میں لگے جب سب دوست اٹھ کر چلے گئے تو جگر صاحب

کو یاد آیا کہ ان کے پاس سگریٹ نہیں ہے، سردی شدید تھی اور تھانہ بھون ایسے معمولی قصبہ میں بجلی وغیرہ کا بھی کوئی انتظام نہیں تھا، جگر سگریٹ کی طلب میں گھر سے نکل پڑے کہ کوئی دوکان کھلی ملی تو لے لیں گے۔

اتفاقاً راستہ مولانا تھانویؒ کے مکان کے سامنے سے گذرتا تھا، جگر مولانا کے مکان کے سامنے سے گذرے تو دیکھا کہ اس سردی کے عالم میں مولانا اپنے دروازے پر کھڑے ہیں، جگر کو تعجب ہوا کہ اس وقت مولانا یہاں کیسے؟ وہ جلدی میں مولانا کو سلام کرکے آگے بڑھے؛ مگر مولانا نے انہیں آواز دی، جگر بڑے سہمے سمٹے ہوئے مولانا کے پاس آکر کھڑے ہوگئے، مولانا نے دریافت کیا کہ اس وقت کہاں جارہے ہیں، جگر نے سچ سچ کہہ دیا، حضرت میرے پاس سگریٹ نہیں ہے سگریٹ لینے نکلا ہوں۔

مولانا نے فرمایا: اس وقت قصبہ کی سب دوکانیں بند ہوں گی، البتہ جامع مسجد کے سامنے ایک پنواڑی کی دوکان ہے، وہ رات کو اپنی دوکان میں سوتا ہے، اس کی دوکان کھٹکھٹا لیجئے گا، شاید کہ وہ جاگ جائے، اور آپ کو سگریٹ مل جائے، بس اتنی ذراسی بات ہوئی تھی، میں نے دفعتاً مولاناؒ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو ان کے چہرے پر غیر معمولی جلال اور ایک عجیب سی کیفیت پائی جس سے چہرہ دمک رہا تھا، حضرت اسی عالم میں بڑھے اور بڑی بے تکلفی سے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور پھر فرمایا: جگر صاحب مجھے اس قسم کی باتیں کرنے کی عادت نہیں ہے؛ لیکن اس وقت آپ سے کہتا ہوں کہ آپ کو کسی چیز کی طلب ہو تو فرمایئے، میں حق تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کروں گا۔ جگر صاحب کہتے تھے کہ مجھے اس وقت ساری کائنات گھومتی نظر آئی اور بجلی کی طرح ایک خیال میرے ذہن سے گذرا کہ یہ لمحہ میرے لئے دین اور دنیا کی پسند اور طلب کا ہے اور مجھے ضرور اپنا دامان طلب صرف دین ہی کے لئے پھیلانا چاہیے۔

میں نے بے ساختہ حضرت سے کہا حضرت میں دنیا تو ساری گذار چکا ہوں، دنیا کی کسی چیز کی مجھے طلب نہیں، حضرت تو میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ عزوجل اپنی رحمت سے مجھے تین چیزیں نصیب فرمائے، ایک شراب سے پرہیز پر استقامت، دوسرے حج اور زیارت مرقد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیسرے خاتمہ بالخیر اور مغفرت۔

حضرت نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کافی دیر تک دعا فرمائی۔ دعا سے فراغت کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت کے چہرے پر وہ جلالی کیفیت نہیں ہے اور اپنی اصلی حالت پر آچکے ہیں۔ حضرت نے مجھے جانے کی اجازت دی اور میں بڑی بدحواسی کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

جگر صاحب کا کہنا تھا کہ بحمد اللہ حضرت کی دعا اور توجہ کے طفیل حق تعالیٰ نے میری دو تمنائیں پوری فرما دیں، اوّل شراب سے بے رغبتی، دوئم حج کی سعادت اور مجھے اللہ کے فضل سے امید ہے کہ خاتمہ بالخیر اور مغفرت کی نعمت بھی مجھے ملے گی۔

جگر صاحب نے فرمایا کہ اپنے مرشد قاضی عبدالغنی صاحب منگلوری کے بعد جن کے متعلق جگر نے کہا تھا۔

قاضیا یک نظر بسوئے جگر
آنکہ یک خادم است حلقہ بگوش

حضرت تھانویؒ دوسرے بزرگ تھے جنہوں نے الطاف بزرگانہ سے مجھے نوازا۔

انجینئر احسن عزیز شہید رحمۃ اللہ علیہ

''امیرِ ما! ایں سر در رہِ خدا حاضر است''

(۲۴/ ذو القعدہ ۱۲۴۶ھ)

۶/ مئی ۱۸۳۱ء کو سرزمینِ بالاکوٹ پر اپنے آخری معرکے میں امیر المؤمنین سید احمد شہیدؒ اور ارباب بہرام خان شہیدؒ (پشاور) کے درمیان ہونے والا مکالمہ۔

(میاں عبدالقیوم صاحب کی روایت ہے کہ جب آپ (امیر المؤمنین) نیچے کی مسجد میں تشریف لائے وہاں سکھوں کی گولیاں اولے کی طرح برستی تھیں، کوئی آدھ گھڑی ٹھہر کر دادا سید ابوالحسن سے فرمایا کہ نشان لے کر آگے چلو، پھر با آواز بلند تکبیر کہتے ہوئے آپ حملہ آور ہوئے۔ اس وقت ارباب بہرام خاں آپ کے آگے آگے گویا سپر بن کر چلے تھے...... سیرت سید احمد شہید۔ از مولانا ابوالحسن علی ندوی۔ جلد:۲، ص:۴۶۴)

گنہار کے کنارے
زوروں پہ معرکہ تھا
بہرام خانؒ، سیّد احمدؒ سے جا کے بولے:
''اے امیرِ ما! اجازت؟
اک بات عرض کر لوں
مشکل سے آ پڑی ہے......
میداں میں فوجِ باطل
ہر چار سو کھڑی ہے
کیوں نہ غنیم کے ہم، نرغے سے نکل جائیں؟
خطرے کی یہ گھڑی ہے!''
سیّدؒ یہ سُن کے بولے:
بہرام خانؒ بھائی...... جانے بھی دیجیے اب!
ہم ہند سے نکل کر......
مہران کی وادی سے......
بولان کے درّے سے......
قندھار کے صحرا سے......
کابل تلک جو آئے!
سرحد میں پھر پہنچ کر
اللہ کے علم کو
اُونچا کیا جو ہم نے
سارا سفر یہ اپنا
جس وقت کے لیے تھا
وہ وقت بس یہی ہے!
تھا انتظار جس کا
خاں جی! یہ وہ گھڑی ہے
''منزل'' تو آ گئی ہے!''
بہرام خاںؒ کے دل کی
ہی بات تھی یہ گویا
کہنے لگے جواباً:
''لبیک امیرِ ما! بس!
میں آپ ہی کی خاطر
یہ بات کہہ رہا تھا
میرا بھی عزم ورنہ
کچھ اور تو نہیں تھا!

ہجرت کے راہیوں کی
نصرت کا یہ سفر خود
جس شام کے لیے ہی
میں نے بھی طے کیا تھا
وہ شام آ گئی تو...... پھر انتظار کیسا؟
جنت ہے منتظر گر...... اس سے فرار کیسا؟
پرواز کے لیے ہیں
تیار بال و پر بھی
اللہ کے رستے میں
حاضر ہے مرا سر بھی!''
پھر معرکہ ہوا اور......
انصار اور مہاجر
سب خون میں نہا کر
اس دشت میں پڑے تھے!
اُنّیسویں صدی کے
یاقوت اور ہیرے
اک طشت میں جڑے تھے!

اے خطۂ سرحد کے
سادہ مزاج لوگو!
دل کے قریب لوگو!
یہ سرزمیں تمھاری......
اسلاف کی اُمنگوں
کی آج بھی امیں ہے
بہرامؒ اور سیّدؒ
عزّامؒ ایسے جیّد
جن سرحدوں سے گزرے
اب اُن کے پار پھر سے
کچھ رومیوں کے لشکر
میدان میں ہیں اُترے
اے میرے پیارے لوگو!
پُرکھوں کی لاج رکھنا
پھر معرکہ بپا ہے
بس یاد آج رکھنا!

❁ ❁ ❁

اسد ملتانی

اقرار احمدیت

کہہ دے کوئی یہ مدعیِ قادیاں سے
دل میں ہمارے آپ کے حق میں بدی نہیں

اپنا عمل تو قول لکم دینکم پہ ہے
گر آپ ہیں امام تو ہم مقتدی نہیں

ہے ہم کو ادعائے نبوت پہ اعتراض
منظور بحث کافری و مرتدی نہیں

کہتے ہیں ہم کہ ہر کس و ناکس کے واسطے
پیغمبری کا مرتبۂ سرمدی نہیں

دنیائے علم و فضل کو دھوکا نہ دیجئے
اس کام کے لیے یہ مناسب صدی نہیں

پڑھتے رہے ہیں اس کا سبق سینکڑوں میں
اسلام کے سکول میں ہم مبتدی نہیں

روشن ہمارا سینہ ہے قرآں کے نور سے
یعنی کتابیں پیٹھ پہ اپنی لدی نہیں

کیونکر کوئی نبی و مجدد قرار دے
اسلام ہی جو آپ کا سوفی صدی نہیں

اہل نظر کے سامنے تجدید میں بھی آپ
جز خوشہ چین خرمن سر سیدی نہیں

کیا ہے پیام مرگ ہی مقصد مسیح کا
مرنے کی شرط آپ نے کس سے بدی نہیں

کس منہ سے کر رہے ہیں وہ دعوائے عاشقی
جن کو خدا نے ہمت مردانہ دی نہیں

پنجاب کا نبی نہ ہو کیوں منکر جہاد
پنجابیوں میں ولولۂ سرحدی نہیں

نسبت ہے ہم کو احمد مختار سے اسد
ہم احمدی تو ہیں پر غلام احمدی نہیں

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

مجید لاہوری

مردانِ صداقت کیش

ہزاروں سختیاں سنگِ مزاحم بن کے آتی ہیں
مگر مردان حق آگاہ کبھی پرواہ نہیں کرتے
مصائب جھیلتے ہیں اور طوفانوں سے لڑتے ہیں
صداقت کیش رزمِ زندگی میں کیا نہیں کرتے
وہ توپوں کے دہانوں پر بھی سچی بات کہتے ہیں
کبھی بھولے سے بھی انجام کو دیکھا نہیں کرتے
لٹاتے ہیں متاعِ زندگی اللہ کی خاطر
لگا دیتے ہیں بازی سر کی خوف اصلاً نہیں کرتے
عمل ہے زندگی ان کی عمل ہے مدّعا ان کا
وہ ستانے کو تھوڑی دیر بھی بیٹھا نہیں کرتے

خطاب: جانشین امیر شریعت، امام اہل سنت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ قسط نمبر (1)

واقعاتِ سیرتِ طیبہ وسیرت صحابہ رضی اللہ عنہم

امام اہلِ سنت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے 13 رجولائی 1982ء کو جامع مسجد صدیقیہ کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مدرسہ کے جلسے میں خطاب کیا۔ ہمارے رفیق فکر محترم عبدالکریم قمر نے اسے ٹیپ ریکارڈر سے صفحۂ قرطاس پر منتقل کیا۔ ان کے شکریے کے ساتھ یہ خطاب ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

منتظمین مدرسہ وجلسہ، علماء کرام طلباء عزیز بزرگان ملت وبرادران عزیز کمالیہ میں کئی برسوں سے میری آمد ورفت چلی آتی ہے لیکن اس جگہ آج یقیناً زندگی میں پہلی مرتبہ میں نے پاؤں دھرا ہے۔ یہ مدرسے کا جلسہ ہے لیکن برسوں کی سیاست بازی نے ہم لوگوں کا مزاج بدل دیا ہے ہمارے لیے جب تک ملک میں مروّجہ سیاست کا چسکہ ساتھ نہ ہوا، نہ کسی جلسے کو جلسہ سمجھتے ہیں نہ کسی تقریر کو تقریر قرار دیتے ہیں۔ ہمارے نزدیک بڑے سے بڑا خطیب امیر المتکلمین امام الخطباء بھی ہو لیکن وہ اپنی تقریر میں حزب اقتدار یا حزب اختلاف کے متعلق، بڑی شخصیات کے متعلق، ارباب اقتدار کے متعلق، اپنے مخالفین کے متعلق جب تک طنز وتشنیع، تردید تنقید بلکہ سب وشتم کی زبان استعمال نہ کرے ہم لوگوں کا جو ظرف ہے جو نشہ ہے وہ پورا نہیں ہوتا۔ ہمارے نزدیک اس کا بولنا اس کی گفتگو، اس کی تقریر بے مقصد ہے۔ میں ویسے بھی کچھ ضابطہ بندی کا قائل ہوں اور اس پر کچھ سختی سے عمل کرتا ہوں۔ اس لیے کوئی تمہید نہیں مدرسے کی مناسبت سے اور اپنے مسلک اور دین کے نقطہ نظر سے کچھ ضروری باتیں عرض کروں گا۔

میرا مشتہرہ نام آپ نے پڑھ لیا اور میرے مزاج کی مناسبت سے نعت خوانوں نے جو نظم پڑھی ہے پہلے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کے متعلق، حضور کی دایہ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور پھر خلیفۂ ششم، امام عادل وراشد حضرت امیر المومنین، امام المتقین، خال المسلمین، کاتب الوحی المبین، حضرت ابوعبدالرحمٰن ابو یزید معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق یہ جو کچھ بھی پڑھا گیا یہ میرے جذبات کا عکس ہے اور بائیس برس پہلے اس ملک میں خصوصاً اس برصغیر نہیں بلکہ بّر کبیر ہند میں خصوصاً اور اگر کہوں تو باوضو ہوں دعویٰ نہیں کہ شاید دُنیا میں پہلی مرتبہ وہ گنہگار میں ہوں جس نے یوم معاویہ منانے کی تقریب ملتان کے اندر منائی۔ یہ جو کچھ پڑھا جا رہا ہے میرے لیے وجہ سکون ہے اور وجہ بشاشت ہے۔ میں سمجھتا ہوں جو بوٹا میں نے لگایا تھا وہ اب درخت بن رہا ہے۔

اللہ کا فضل وکرم ہے حالات بدلیں گے۔ ہماری زندگی میں بدل جائیں تو زیادہ بہتر ہیں۔ مرنے کے بعد ہمیں

اس سے کیا؟ کام ہوتا رہے گا۔ کسی کے مرنے سے دُنیا کے کام بند نہیں ہوتے لیکن آدمی تمنا کرتا ہے کہ جو درخت لگائے اس کا پھل بھی کھائے۔ ہمارے بزرگوں نے مدارس بنائے، جماعتیں قائم کیں، اس لیے کہ اُن کی جدوجہد کا ثمرہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو لوگ میرے ہم مسلک تھے اور علمائے دیوبند کے معتقد کہلاتے تھے بلکہ مجھ سے زیادہ دیوبندی کہلاتے تھے۔ میں تو احراری ہوں آپ کو اچھی طرح معلوم ہے۔ دیوبند گیا ہوں اکابر کی قبروں پر فاتحہ خوانی کی ہے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دسترخوان پر اُن کی معیت میں سامنے بیٹھ کر اُن کے ہاتھوں کی دی ہوئی روٹی کھائی ہے لیکن دیوبندی میں نہیں ہوں، پکا احراری ہوں۔ دیوبند کوئی مکہ نہیں ہے، مکہ تو اس طرف ہے عرب کی سرزمین میں اور اگر کوئی بننا ہی چاہے تو پھر میں پہلے بریلوی ہوں پھر دیوبندی ہوں۔ اس کی کچھ تفصیل ہے خوب اچھی طرح سے سن لیں۔ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ بلکہ میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں اور میرے بزرگ اور جتنی بھی میری ہم مسلک جماعتیں ہیں۔ سب سے پہلے، سب سے اول، سب سے زیادہ اور حقیقتاً ہم بریلوی ہیں، دوسرے جعلی اور مصنوعی ہیں۔ اس لیے کہ سرزمین ہند میں ملک کی آزادی، ملکی وغیر ملکی دشمنوں سے استخلاص وطن اور اس ساری جدوجہد کو کتاب وسنت کی روشنی میں قافلۂ آزادی کی شکل دینے والا جو گروہ تھا وہ تحریک مجاہدین کا گروہ تھا۔ اس میں وقت کے بڑے بڑے علماء ومشائخ، صاحب دل، صاحب کشف وکرامت صاحب تصرف بزرگ اولیا شامل تھے۔ ان کا جو سرِخیل اور سربراہ اور ہُدی خوان اور قافلہ سالار تھا وہ رائے بریلی کا رہنے والا سید احمد شہید ہے۔ اصل تو رائے بریلی ہے اور جس کو ہم نے اپنا پیشوا بزرگ مانا وہ رائے بریلی کا رہنے والا ہے۔ ایک اور بریلی اُس کے بعد لوگوں میں مشہور ہوئی جس کا نام بانس بریلی ہے وہاں بانس زیادہ بکتے ہیں اس لیے اس کا نام بانس بریلی ہے یہ تو بغلی گھونسہ تھا جو ہمیں لگ گیا بریلی اصل میں رائے بریلی ہے اور جب بانس بریلی میں پیدا ہونے والا لیڈر ورہنما ماں کے پیٹ میں بھی نہیں آئے تھے تب سے رائے بریلی کا نام شرق وغرب میں شمال وجنوب میں گونج رہا ہے۔ جب ان لوگوں کا نام نشان، مذہب ومسلک اس کا وجود کوئی نہ تھا۔ رائے بریلی سے پیدا ہونے والے مجاہد کا ڈنکا عرب سے لے کر ایشیا کے آخری کونے تک بج رہا تھا اور دنیا کی کوئی مسلمان حکومت ایسی نہ تھی جو سید احمد شہید کے نام سے واقف نہ ہو چکی ہو۔ تحریک استخلاص وطن، تحریک آزادئ برصغیر وایشیا اور تحریک اقامت حکومت الٰہیہ، تحریک قیام نظام اسلامی اس کی داغ بیل جس شخص نے منظم طریقے سے ڈالی اور اس کو باضابطہ تحریک بنایا اور منظم مربوط کیا۔ پارٹی کو حکومت کے نقشے پر ترتیب دیا اور حکومت کو شریعت کے نقشے کے مطابق منظم کیا اس کا نام سید احمد شہید بریلوی ہے۔ اس کام میں، اس جدوجہد میں، اس صف کے اندر، اُس دور کا بھی اب بھی اور پہلے کا بھی کوئی آدمی نہ اُس شخص کی ٹکر کا ہے، نہ اُس کے برابر کا ہے، نہ اس کے ساتھ کسی درجے میں شریک اور سہیم ہے۔ اس لیے جو رائے بریلوی کے معتقد ہیں

اصل بریلوی تو وہ ہیں اور وہ ہم ہیں کوئی دوسرا نہیں۔ یاروں نے سائن بورڈ ہمارا چھیننے کی کوشش کی، ہمارے دوست کچھ دبک گئے کچھ ڈر گئے۔ کچھ مشابہت کی وجہ سے غچّہ کھا گئے کچھ نے مصلحت اختیار کی۔ نتیجہ یہ ہے کہ نام ہمارا جو تھا وہ غیر لے گئے ہمیں مجبور ہو کر دیو بندیت کا سہارا لینا پڑا۔ لیکن میں اب بھی دوہراتا ہوں کہ میں پہلے بریلوی ہوں پھر دیو بندی ہوں۔ میری بات سمجھ آ رہی ہے آپ کو؟ اصل بریلوی تو ہم ہیں۔ اب کوئی بنتا ہے تو بنے جب لوگ جعلی نبی بن جاتے ہیں تو جعلی بریلوی کوئی بن گیا تو کون سے تعجب کی بات ہے۔

ہمارے ملک میں جعلی نبی پیدا ہو گیا کئی لاکھ اُلّو کے پٹھوں نے اُس کو نبی مان لیا۔ پڑھے لکھے گدھوں نے جاہلوں نے ظفر اللہ (قادیانی) کی طرح چھے چھے فٹ کے دُھوتو، اُنھوں نے اس کو نبی مان لیا تو بریلی کے اندر تو بہر حال مسلمان رہتے تھے۔ چاہے رائے بریلی چاہے بانس بریلی مسلمانوں کے شہر ہیں۔ ایمان میں عمل میں کمی بیشی ہوتی ہے لیکن اصل تو مسلمانوں کے شہر ہیں وہاں جو ہمارے بزرگ آئے خود بانس بریلی جس میں ہمارے بزرگوں کا مقابلہ ہوا وہاں پر خود دیو بند کے پڑھے ہوئے علماء کا مدرسہ اشاعت العلوم اب بھی موجود ہے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد مولانا محمد یٰسین دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ مہتمم تھے مدرسہ اشاعت العلوم بریلی کے یہ مدرسہ رائے بریلویوں کا تھا جو بانس بریلوی کے اندر بنایا گیا تو اس لحاظ سے بھی ہم ڈبل بریلوی ہیں۔ اب میرے دوست میرا منہ دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا کہہ رہا ہے؟ میں آپ کی مرضی پر نہ کبھی پہلے چلا ہوں نہ اب چلوں گا میری باتیں آپ سے ہمیشہ جُدا ہیں اور رہیں گی۔

مجھے تُو پسند اور مجنوں کو لیلیٰ
نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

میں مقلد جامد نہیں ہوں۔ اس بارے میں کچھ تھوڑا سا اجتہاد کرتا ہوں۔ ہاں فقہ کے اندر حضرت امام ابوحنیفہ کا مقلد و غلام ہوں۔ مسلک کے اندر اکابر کا پابند ہوں لیکن ان معاملات میں مجتہد اعظم بھی بن جاؤں تو میرے لیے کوئی فخر کی بات نہیں یہ تو معمولی باتیں ہیں۔ آپ لوگوں نے ہر ایک چیز پر وحی کا ٹھپہ لگا دیا ہے، میں اس کا قائل نہیں۔ بہر کیف کیونکہ میرا تعلق اُسی تحریک مجاہدین کے نام لیوا بزرگوں کی ایک شاخ جس کا نام مجلس احرار اسلام تھا اور ہے۔ جیسی کیسی بھی ٹوٹی پھوٹی وہ اب بھی ہے۔ بے شمار لوگوں کے لیے وہ خار دل ہے، اب بھی وہ اُن کے لیے کلیجے کا نشتر ہے، اب بھی ان کے دماغ کے لیے وہ پھانس ہے، اب بھی ان کی آنکھوں کے لیے وہ روڑا ہے، اب بھی اُن کے قدموں کے اندر وہ سنگ گراں ہے اور جب تک خدا کو منظور ہے غریبوں اور فقیروں کا گروہ ان شاء اللہ بہت سُوں کی ظاہری اور باطنی تکلیف کا باعث بن کر زندہ تھا، زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ کسی کے تکلیف میں مبتلا ہونے

سے کوئی چیز مٹ نہیں جاتی۔ ہر چیز اُس وقت مٹتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی مشیت اُس سے ہٹ جائے۔ اللہ کی مشیت اگر کسی چیز کو نہ رکھنا چاہے وہ نہیں رہے گی۔ چاہے دُنیا کی ساری قوتیں زور لگادیں وہ چیز مہیا نہیں ہوگی۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا منشا ہے مٹتی ہوئی چیز بھی زندہ رہ جائے گی۔ باقی ایک حال پر تو اللہ کو رہنا ہے، مخلوق ایک حال پر نہیں رہ سکتی وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

ایک حال پر تو پھر صحابہ کا لایا ہوا دین بھی نہیں ہے اس وقت۔ وہ مکے اور مدینے کو کچھ اور بنا کر چھوڑ کے گئے تھے آج وہ جلالۃ الملک کہلانے والے بڑّ کی حکومت کے اندر شامل ہے۔ وہ دنیا کو بہترین لوگوں کے سپرد کر کے گئے تھے آج انہی خطوں کو ٹکڑوں میں تبدیل کر کے عیسائیوں یہودیوں نے اپنی بین الاقوامی سازشوں کے ماتحت تفریق وتشتت میں مبتلا کر دیا ہے اور اپنے مطلب اور ڈھنگ کے مسلمانوں کا نام رکھانے والے سیاسی مہرے فِٹ کر کے کافر ہم مسلمانوں سے اپنا کام لے رہے ہیں۔ نقشہ تو پھر کسی چیز کا بھی برقرار نہیں ہے۔ بہرحال اصل روح موجود ہو تو نقشہ بھی کبھی اچھے رنگ میں تبدیل ہوسکتا ہے۔ تو مجھے جو کچھ کہنا ہے وہ کوئی تفصیلی چیز نہیں وقت کم ہوتا ہے۔ میں نے دانستہ جمعے کے بعد کا وقت لیا۔ میں بیمار ہوں رات کو مجھے تکلیف ہوتی ہے بلڈ پریشر کی، اس لیے میں بچتا ہوں عموماً کہ میں دِن کو بول لوں تو رات کو نیند کے ساتھ اور آرام کے ساتھ کچھ اس کی تلافی ہو جاتی ہے اور کوئی بات نہیں۔ رواج ہوگیا ہے برسوں سے پُرانا کہ رات کو تقریر ہو، لوگ دکانیں بند کر کے کام کاج سے فارغ ہو کر خصوصاً اپنی بیویوں سے تقریباً الوداعی ملاقات کر کے جلسوں میں آتے ہیں کہ جلسے میں جا رہا ہوں یہ ہجر و فراق کی نازک گھڑیاں درمیان میں آ گئی ہیں میری پروانہ کرنا، گھبرانا نہیں، تھوڑی دیر کے لیے ہجر کو قبول کرو۔ تو اس لیے وہ مجبور بے چارے رات کو فارغ التحصیل والصلع ہو کر جلسوں میں آتے ہیں۔ ہم نے بھی رات کی بڑی لمبی تقریریں سُنیں، اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔ لیکن دن میں بیٹھنے کی بھی تو عادت ڈالنی چاہیے میں نے تو بچپن میں دیکھا یو پی میں اور ادھر دوسرے اضلاع میں وعظ کا رواج ہی جمعے کی نماز کے بعد تھا اور جمعے سے پہلے تقریر نہیں ہوتی تھی۔ جمعہ ہوتا تھا صرف خطبے اور نماز کے ساتھ اور جہاں نماز ختم ہوئی فوراً خطیب اور مقرر جو صاحب بیرونی یا مقامی تشریف لاتے تھے اور نماز عصر تک بیان کرتے تھے۔ رواج بدل گئے ہیں جس طرح عیدین کے متعلق حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہی تھا کہ اَوَّلُ اَمْرٍ كَانَ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلٰوة کہ حضور عیدگاہ میں تشریف لانے کے بعد سب سے پہلا جو کام کرتے تھے۔ وہ نماز ہوتی تھی اور جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لَامَرَّةً وَلَا مَرَّتَيْنِ۔ ایک دو دفعہ کی بات نہیں یعنی جب میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ بِلَا اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ حضور جب بھی تشریف لائے تو کوئی اذان کوئی تکبیر نہیں ہوئی ان دونوں کے بغیر سب سے پہلے عیدگاہ میں حضور نماز عید ادا فرماتے تھے۔ فَلَمَّا فَرَغَ نبى اللّٰه صلى اللّٰه

علیہ وسلم قَامَ خَطِیْباً جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تب خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ تو پھر زنانہ کیمپ کی طرف بطور خاص تشریف لے جاتے تھے۔ چندے کے لیے انصار اور مہاجرین کی بیویوں بچیوں کو خصوصی ترغیب دینے کے لیے وَھُوَ مُتَّکِیٌٔ عَلیٰ بِلَالٍ . بلالؓ کے کندھے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا لیتے تھے اور عورتوں کی طرف آ کر اُن کو نصیحت فرماتے تھے۔ فَذَکَّرَھُنَّ وَوَعَظَھُنَّ

ان کو نصیحت فرماتے تھے وعظ کرتے تھے تو وہ فرماتے ہیں صحابی کہ اَنِّی اَرَیٰ کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ عورتوں نے کیا کیا؟ اپنی بالیاں اپنی جھمکیاں اپنے ہار اتار اتار کر وَبِلَالٌ بَاسِطٌ رِدَائَہٗ بلال نے اپنی چادر بچھائی ہوئی ہوتی تھی اور عورتیں اس میں اپنے زیور پھینک رہی ہوتی تھیں اور حضور علیہ السلام دیکھ کر مسکراتے تھے۔ تو یہ جو بے چارے علمائے کرام چندہ کیا کرتے ہیں اس کی بھی سند موجود ہے۔ یہ بے سند نہیں، یہ خرافات اختیار کرنے والے لوگ نہیں، ان کے چندہ لینے میں بھی سنت رسول کی پیروی کا باقاعدہ ثبوت اور اس کی دلیل موجود ہے۔ یاد رکھیے! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ آدمی جب تک زندہ ہے اللہ کے دیے ہوئے اعضاء اور اجزا کے ساتھ یہ فرائض زندگی ادا کرتا ہے اور اس کی جو فردِ عمل ہے، ایف آئی آر، وہ تیار ہوتی رہتی ہے ساتھ ساتھ۔ فرشتے لکھ رہے ہیں اور جو آسمانوں کے اوپر مرکزی سیکرٹریٹ ہے وہاں یہ فائلیں منتقل ہو رہی ہیں ڈھیر لگ رہے ہیں۔ اللہ جانے ہمارے اعمال کا کیا نقشہ وہاں پر بنا ہوا ہے؟ کبھی کبھی بیٹھ کر یہ بھی سوچا کریں۔ رات کی تنہائی میں سونے سے پہلے اُٹھنے کے بعد اُٹھ کر دوبارہ جب خدا توفیق دے فجر کو ظہر کو جب موقع ملے کچھ تھوڑا سا یہ مراقبہ بھی کیا کریں کہ آج سے شام تک ہم نے کیا کرتوت کیے ہیں؟ کتنوں کو دکھ دیا؟ کتنوں کو فائدہ پہنچایا۔ کتنے ہمسایوں کو تنگ کیا؟ کتنے گاہکوں کو دھوکہ دیا؟ کس کس آدمی کے متعلق غلط تصورات باندھے؟ دل میں کیا کیا برائیاں جو تھیں اُن کے تصور آئے؟ کبھی بیٹھ کر یہ بھی سوچا کریں اس سوچنے سے اللہ کریم کی مدد شامل حال ہوتی ہے اور آدمیوں کو خود اپنی برائیاں جمع کرنے گننے اور ان کا محاسبہ کرنے کا ذوق پیدا ہوتا ہے اور اس کے بعد نیکی کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ آدمی خود سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ حکم تو مجھے کچھ ہے اور صبح سے شام تک کرتوت میرے یہ ہیں تو نتیجہ یہ ہے کہ اگر وہ اس مراقبے پر پختہ ہو جائے تو یوماً فیوماً اس کی عملی برائیوں میں کمی آنے لگ جاتی ہے اور نیکیاں بڑھ جاتی ہیں۔ تجربہ ہے یاد کرے آدمی اور ساتھ یہ بھی سوچے کہ یہ لِمٹ (Limit) ختم ہو رہی ہے کچھ دنوں کے بعد میں یہاں نہیں ہوں گا۔ یہ میرا خوبصورت سڈول جسم، یہ بادامی آنکھیں، یہ سیاہ بال، یہ چشم نرگسیں، یہ چشم شہلا، یہ چشم غزال، یہ صندلی آنکھ، یہ گورا رنگ، یہ گداز جسم، یہ یہاں نہیں رہے گا یہ سب کچھ مٹی کا ڈھیر بن کر مٹی میں مل جائے گا۔ یہ آنکھیں کہ جو کسی کو دیکھتی تھیں تو وہ پھڑک جاتا تھا اور کسی کو دیکھ کر آدمی دیکھنے والا خود پھڑک جاتا تھا۔ یہ آنکھیں پیپ اور خون بن کر بہہ جائیں گی۔ یہ جسم کہ جس پر

ہاتھ لگوانے یا اس کے ساتھ جڑا ہوا ہاتھ کسی کو لگانے کی تمنا آدمیوں کے دل میں ہوتی تھی یہ سب ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اس کو کیڑے کھا جائیں گے۔ کبھی کبھی دِن اور رات میں بیٹھ کر یہ بھی سوچنا چاہیے۔ علیٰ ھذا القیاس!

حضرت امیر المومنین خلیفۃ الرسول بلا فصل علی التحقیق فی الغار الرفیق سیدنا عبداللہ ابی بکر ن الصدیق کہہ دیجئے اونچی سے سلام اللہ علیہ۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں حیران ہوتا ہوں کہ آدمی فخر اور غرور میں کیسے مبتلا ہوتا ہے؟ آدمی کا بچہ کس طرح فخر میں مبتلا ہوتا ہے؟ کہ جو دو گندگیوں کے اندر سے نکلا ہے، جب وہ کچھ نہیں تھا تو اس کے باپ کی پیٹھ کا پلید پانی اُس کی ماں کے رِحم میں گیا، یہ پہلی منزل ہے کہ جس میں سے آدمی گزر کر آیا ہے اور جب وہ بن گیا مجسم ہو گیا تو نو مہینے کے بعد ماں کے وجود سے باہر نکل کے آیا۔ گندگی کے دوسرے رستے سے۔ فرماتے ہیں کہ جس کا یہ حال ہو اور جس کی آخری منزل یہ ہے کہ قبر کے اندر جا کر **مَا بَیْنَ القَیْہِ و الدَّم**، جو خون اور پیپ بن جائے گا وہ کس منہ سے زبان درازی کرتا ہے اور کس دماغ سے تکبر کرتا ہے۔ مجھے ابھی تک سمجھ میں نہیں آیا۔ کبھی کبھی یہ سوچنا چاہیے تو حضور نبی کریم فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے صلی اللہ علیہ وسلم یہ میں اس لیے کہلوا رہا ہوں تاکہ میں اور آپ درود شریف میں شریک ہو جائیں۔ آج کل صلوٰۃ وسلام کے نام پر پورے ملک میں کہرام برپا ہے کہ جی فلانا صلوٰۃ وسلام نہیں پڑھتا حالانکہ آپ اور ہم مل کر پڑھ رہے ہیں کہ نہیں؟ بولیے؟ ابھی آپ نے اور ہم نے مل کر کیا کہا ہے؟ صلی اللہ علیہ وسلم، صلی میں صلوٰۃ ہے اور وسلم میں سلام ہے لیکن سننے والے کچھ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں یہ صلوٰۃ وسلام نہیں انہوں نے اس کے لیے الگ فیکٹری بنائی ہے۔ الگ کارخانہ چالو کیا ہے کچھ زمین دوز ہے انڈر گراؤنڈ ہے (Under Ground) اور کچھ اوپن (Open) مارکیٹ میں ہے اور وہاں انہوں نے کچھ اپنا مال خود تیار کیا ہے اور اس کا ٹھپہ لگایا ہے ہندوستان کا۔ ماوراءالنھر کے دو تین شہروں کا ایک بدنام واعظ جس نے پونے تین سو برس پہلے ان بدعتوں کا کارخانہ بنا کر سب سے پہلے اور جنرل مارکیٹ کے طور پر پیش کیا تھا ابوالحسن علی یہ اس کا پھینکا ہوا خرافات کا مجموعہ ہے جو ہمارے سرزمین ایشیا کے اندر اس وقت میں ترقی پا کر مستقل مذہب بن گیا ہے۔ اُنہوں نے اُس فیکٹری کے مال کو جیسے کہ انگریزوں نے مختلف پرانی کمپنیوں کا مال ابھی تک چالو رکھا ہوا ہے تاکہ اپنی مارکیٹ ویلیو (Market Value) بھی برقرار رہے اور ملک کی تجارتی طور پر نیک نامی رہے۔ 1793ء کا غالباً ٹیپو کے زمانے کا ایک اڈا اور مرکز ہے تجارت کا لندن کے اندر جو ہندوستان، سیلون، چین یہاں سے چائے منگواتا ہے اور اس کو اوور ہال کر کے، رنگ دے کر، سینٹ ملا کر، فلیور دے کر اُس کو خوبصورت پتی کی شکل میں ٹرینگ قہوے کی شکل میں ایک ڈبہ بیچتا ہے۔ وہ 1973ء کا ڈبہ چل رہا ہے۔ ایک وضع، ایک ساکھ، ایک وزن، ایک انداز، ایک خوشبو، ایک جیسی پتی نہ اُس میں میل ہے نہ اس میں کوڑا ہے نہ چائے کے نام پر مہندی کا پتہ ہے، نہ چائے کے نام پر شیشم

اور کیکر کا برادہ اس میں شامل ہے، خالص پاکستانی چائے جو ہمارے یہاں ہم کو مل رہی ہے آئندہ نسلوں کو خصی بنانے کے لیے جو سیٹھ آدم جی، داؤد جی، ٹیوب جی، ٹائر جی، اکبری منڈی لاہور، منصورہ آباد، فیصل آباد، وغیرہ میں جو مہذب بدمعاش قطع نسل انسانی کے کارخانے کھول کر بیٹھے ہوئے ہیں ان تمام پاکستانی آلائشوں سے پاک خالص کفر آمیز چائے جولندن سے برآمد ہو کر ہمارے ملکوں میں آتی ہے اُس کے اندر نہ کوڑا ہے نہ شیشم کا بُرادہ ہے اور نہ کیکر کا بُرادہ ہے نہ کوئی میل ہے۔ پتے دیکھو تو جیسے کتاب کی طرح کھلے ہوئے ورق ہوں۔ خوشبو دیکھو تو تین سو سال پہلے جو خوشبو اُنہوں نے ملائی تھی وہی ہے۔ تو یہ اُنہوں نے کیوں رکھا؟ وہ اس سے بہترین چیزیں اور لا سکتے تھے اُنہوں نے کہا کہ ایک کمپنی نے تین سو برس پہلے ہمارے ملک کی عزت میں اضافہ کیا آج اس کا ٹریڈ مارک (Trad Mark) اس کی دوکان پرانے زمانے کا ڈھکونسلہ قسم کا جو اس کا مرکز ہے وہ بھی برقرار رہنا چاہیے۔ اس کا ٹھپہ اُس کی مہر یہ سب کچھ برقرار رہنا چاہیے۔ تاکہ لوگ دیکھیں کہ تجارت ہو تو ایسی جیسے کہ انگریز کرتا ہے۔ ہر شخص اپنی دوکان چمکانے کے لیے اپنے بنانے والوں کا اپنے فرم کے جو فاؤنڈر (Founder) ہوتے ہیں اُن کا نام مشہور کرتا ہے کہ دیکھو وہ نیک نام لوگ تھے اُنہوں نے ایسا کام کیا۔ تو نیکی کی توفیق تو آج کل ہے ہی نہیں بدی کی توفیق ہر شخص کے لیے عام ہے۔ سمجھے نا! شیطان کی جتنی چلتی ہے اللہ کا اُتنا نام نہیں آج کل تو حضرت ابلیس کے وارے نیارے ہیں اور پاکستان تو معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے خصوصی کیمپ لگا رکھا ہے پندرہ بیس برس سے کہ یہاں سے میں نہیں جاؤں گا۔ میکہ اور سسرال دونوں اُس نے یہیں بنالیے ہیں۔ یہاں سے جو اس کو خام مال مل رہا ہے شاید کسی اور ملک سے اتنا درآمد نہیں ہو رہا۔ تو ہمارے ہاں ایک پوری عبوری شریعت بن گئی ہے قرآن وسنت کے مقابلے میں فقہ کے پندرہ لاکھ مسائل کے مقابلے میں ایک متوازی مذہب تیار ہو گیا ہے۔ اُن کے ہاں صلوٰۃ وسلام بھی مستقل ہے اور جُدا ہے جس کا کتاب وسنت کے صلوٰۃ وسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ ایک کروڑ دفعہ پڑھیں میرے ساتھ مل کر ایک دفعہ درود شریف جو میں پڑھوں وہ پڑھیئے کہیے۔

اللھم صل علیٰ سیدنا ومولٰنا محمد وعلی آل سیدنا ومولٰنا محمد واصحاب سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم علیھم۔ حجۃ الاسلام، خاتمۃ المحدثین، محسن امیر شریعت، محسن احرار، اور محسن نسل وخاندان بخاریؒ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری کہہ دیجیے رحمۃ اللہ علیہ اُن کے ملفوظات میں میں نے پڑھا وہ فرماتے ہیں کہ یہ درود شریف خاص ان الفاظ کے ساتھ جس میں واصحاب سیدنا محمد کا اضافہ ہے اپنی نورانیت اور برکات میں دوسرے کئی درودوں سے زیادہ افضل اور مجرب ہے۔ جو میں نے آپ کو پڑھایا ہے۔ بات کچھ بھی نہیں کوئی مشکل لفظ نہیں کوئی نیا لفظ نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اُس روح اور سینس کو برقرار رکھا گیا ہے اس درود شریف میں جو اس زمانے

کے اندر وحی اور الہام معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب صحابہ کا نام کسی بہانے سے مٹایا جار ہا ہے۔ درود کے بہانے سے بھی صحابہ کا نام درود سے نکال دیا گیا ہے اُس دور میں یہ درود ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدینے سے آج حکم ہوا ہے کہ یہ درود پڑھو۔ یہ درود ہے آپ یہ لاکھ پڑھیں لیکن جنہوں نے مصنوعی درود بنالیا ہے اپنے ٹریڈ مارک کے ساتھ وہ اس کو درود نہیں مانتے۔ وہ درود اس کو کہتے ہیں جو اُن کے لونڈے، بوڑھے، بچے، عورتیں، مرد، ذاکر، مجتہد، مُلا، مولوی، خطیب واعظ، درویش اس کو جس طرح وہ پڑھیں وہ درود ہے باقی ساری کائنات کے قطب، غوث، ابدال، ولی، علماء، صلحا، خطبا، آئمہ فضلا مؤذنین حتیٰ کہ ساری دنیا ایک طرف ہو جائے اُن کے پڑھے ہوئے کو ایک ٹولہ درود ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اس لیے میں نے آپ سے دو تین دفعہ کہلوایا اور پھر کہہ لیجئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا کہ کتاب وسنت کے مطابق جو درود شریف ہے وہ موجود ہو اور فرشتے اس کو لے کر کے حضور کے دربار میں پیش کر دیں۔ اور دیکھئے جتنا وقت میں نے آپ سے یہ لفظ کہا ہے آپ نوٹ کر لیں کہ یہ درود حضور کریم کی قبر مبارک میں پہنچ گیا۔ وجہ اُس کی مختصر ہے کوئی لمبی وجہ نہیں۔ اللہ کریم نے اپنی مخلوقات کے اندر درجہ بدرجہ مختلف قسم کی چیزیں پیدا کی ہیں۔ جن کی قوتیں مختلف قسم کی بنائی ہیں۔ آفتاب، ماہتاب ہے، ستارے ہیں، روشنی ہے، ہوا ہے ان کی قوت ان کی رفتار ان کی تیزی سب سے زیادہ ہے اور یہ وہ چیزیں ہیں جو بظاہر بولتی نہیں کھاتی پیتی نہیں۔

ان کی اولاد بھی نہیں ہوتی۔ سورج کا بچہ کبھی پیدا نہیں ہوا۔ چاند کے ہاں کبھی کوئی لڑکا لڑکی تولّد نہیں ہوا۔ ستاروں کے بچے کبھی ٹپکے نہیں۔ اسی طریقے سے ہوا نے کبھی اپنی اولاد ہمیں نہیں دکھائی۔ آگ روشنی نے کبھی اپنی نسل ہمیں نہیں بتائی۔ اس کے علاوہ تین مخلوقات پروردگار عالم نے اور پیدا فرمائیں۔ جن میں درجہ بدرجہ ایک میں کثافت زیادہ ہے ایک میں کم ہے ایک میں بالکل نہیں۔ سب سے زیادہ کثافت جس میں تھی وہ ہم اور آپ ہیں اور جن میں کچھ کم تھی کچھ نورانیت کے ساتھ مشابہت تھی کچھ خاکی پن کے ساتھ مشابہت تھی وہ جنات ہیں۔ اور کچھ وہ ہیں جن میں نہ مٹی ہے نہ آگ ہے نہ پانی ہے اُن کی تخلیق نور سے کی وہ فرشتے ہیں۔ تو درجہ بدرجہ تین مخلوقات پیدا کیں۔ اللہ نے حکم دیا کُن، خود فرماتے ہیں **اِنّما اَمْرُہٗ اِذَااَرَادَ شیاً اَنْ یقولَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْن**۔ تو خدا کا معاملہ تو یوں ہے ترجمہ محاورے کا یوں بنے گا۔

اِنّما اَمْرُہٗ کہ اللہ میاں کی بات تو یوں سمجھو **اِذَا اَرَادَ شیاً** جب وہ کوئی کام کرنے کا خیال کرلے تصور کرے ہم تو خیال کا تصور کا لفظ اس لیے نہیں بولتے کہ خیال وتصور دماغ میں ہوتا ہے۔ اللہ میاں کا دماغ ہماری طرح تھوڑی ہے اللہ میاں کے پاس تو علم ہے۔ لیکن بہر حال ایک تصور کے درجے میں کہ اللہ میاں جس خیال کو عمل میں لانا چاہیں وہ اس کے متعلق کُن کا لفظ بھی کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ کُن بھی اُن کے ارادے میں آتا ہے وہ چیز ہو جاتی ہے۔ کُن کا وہ ارادہ کرتے ہیں وہ ہو جاتی ہے۔ **اِذَااَرَادَ شیاً اَنْ یقولَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْن**۔ تو فرشتوں کا کوئی ماں باپ نہیں

لیکن جنات کے ماں باپ ہیں۔ اور یہ ابلیس شیطان جس کو روز آپ گالیاں بھی نکالتے ہیں اور اس سے مختلف مقامات میں، تہہ خانوں میں، چکلوں میں، شراب خانوں میں، بھنگڑ خانوں میں، افیم کے ٹھیکوں میں، جس کے ساتھ بڑی خفیہ اور راز دارانہ ملاقاتیں بھی ہماری قوم کی ہوتی ہیں۔ یہ جو حزب مخالف کے لیڈر ہیں اللہ میاں کے۔ مدّ مقابل ہیں نا اُن کی حزبِ اختلاف تو حزبِ اختلاف کا چیئر مین کون ہے؟ ابلیس ہے۔ اللہ میاں ہماری حزبِ اقتدار ہیں۔ کائنات کا مقتدر اعلیٰ خدا ہے اور اس کی حزب اختلاف کون سی ہے؟ یہ جتنے بھی کافر ہیں۔ جتنے بھی مشرک ہیں، جتنے بھی منافق ہیں، جتنے بھی بت پُرست ہیں، شخصیت پرست ہیں، نبی پرست ہیں، کعبہ پرست ہیں، قبلہ پرست ہیں، قبر پرست ہیں، پیر پرست ہیں جتنے بھی پرست جس قسم کے بھی ہو سکتے ہیں بت پرست ہیں۔ درخت پرست ہیں، ستارہ پرست ہیں، آتش پرست ہیں، جتنے پرست ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی حزبِ اختلاف ہیں۔

بات کرنے کی کیا مشکل پیش آئی بلکہ عقیدہ یہ یاد رکھیے کہ اللہ کے متعلق یہ تصور کرنا سوچنا بھی کفر ہے کہ خدا کوئی بے مقصد کام کہے گا یا بات کہے گا۔ اللہ کے متعلق یہ سوچنا کہ خدا بے مقصد بات کہے گا یا کرے گا سوچنا کفر ہے۔ اسی طرح سے نبیوں کے متعلق یہ سوچنا یا خیال کرنا کہ اُن کی شریعت میں کوئی بے مقصد اور فضول چیزیں ہوگی یہ بھی کفر ہے خدا بے مقصد نہ کہتا ہے نہ کرتا ہے اور نبیوں کی شریعت میں نہ کوئی بے مقصد بات آسکتی ہے نہ شریعت بن سکتی ہے۔

بلکہ فقہ کی کتاب میں میں ہمیشہ دوہرایا کرتا ہوں کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ **اِنّ النَّبِیَّ لا یَفْعَلُ مَکْرُوْھًا فَضْلاً عَنِ الْحَرَامِ**۔ کہ نبی حرام کام تو بڑی دور کی بات ہے مکروہ کام بھی نبی نہیں کرتا کیوں؟ کہ جو کچھ نبی کرے گا وہ شریعت بن جائے گی۔ اگر نبی مکروہ کام کرتا رہتا تو پھر زندگی میں شریعت کے اندر کوئی چیز مکروہ باقی نہ رہتی بلکہ سارے مکروہات شریعت بن جاتے۔ حالانکہ خدا نے شریعت اس لیے بنائی تھی کہ جتنے مکروہ ہیں تنزیہی ہوں تحریمی ہوں جتنے حرام ہیں جتنے غیر مؤدّبانہ قوانین ہیں وہ سب کے سب نکل جائیں۔ ہر لحاظ سے خالص پاک وصاف، منزہ اور مُبرّ ا قسم کی شریعت میرا قانون بن کر کائنات پر نافذ ہو۔ تو اگر خدا کی اور رسول کی شریعت میں کوئی کام خلاف ادب خلاف ضابطہ مکروہ تنزیہی درجے کا بھی ہوتا تو خدا پر عیب لگ سکتا تھا، بٹہ لگ سکتا تھا کہ جو خدا اپنے قانون کو مکروہ چیزوں سے نہیں بچا سکتا اگر اُس کے نبیوں کے اندر بھی گڑ بڑ ہو جائے کوئی غیر معیاری قسم کا آدمی نبی بن جائے غلام احمد قادیانی جیسا تو پھر تعجب کی کون سی بات ہے؟ لیکن خدا نے ہر قسم کی اعتراض کا دروازہ بند کرنے کے لیے جیسے وہ خود بے مثال ہے خدا ہونے کی حیثیت سے، اُس نے جو نبی پیدا کیے وہ بے مثال ہیں مخلوق ہونے کی حیثیت سے۔ اور جو نظام کائنات کو دیا وہ بے مثال ہے دستور زندگی ہونے کی حیثیت سے۔ کوئی مکروہ کام بھی شریعت کا جُز نہیں، نبی مکروہ فعل بھی نہیں کرتا بلکہ مکروہ اس کے سامنے آئے تو وہ روک دیتا ہے صحابہ کو حضور نے روکا ازواج مطہرات کو روکا۔

اپنے بچوں کو روکا عزیز و اقارب کو رشتہ داروں کو روکا۔ حضرت امام حسن کہہ دیجیے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ دو چار سال کے بچے تھے۔ حضور کی اپنی نرینہ اولاد زندہ نہیں رہی تھی۔ چار بیٹیوں میں سے سیدہ زینب کے بطن سے دو بچے ایک لڑکا ایک لڑکی پیدا ہوئے لڑکی جوان ہونے کے بعد کوفے میں حضرت علی مرتضیٰ کے نکاح میں فوت ہوئی۔ حضور کی نواسی بڑی جس کا نام اُمامہ ہے اور بڑا نواسہ بعض روایات کے مطابق جنگ یرموک میں دور صدیقی کے اندر شہید ہوا اور اگر پہلے بھی اُس کی وفات مان لی جائے تو ہمیں تعجب نہیں۔ بہر حال بچہ وہی ہے اور بہت سی روایات کے مطابق یہ حضور کا وہی نواسہ ہے سب سے بڑا سیدہ زینب کا بیٹا جس کا نام علی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن بتوں کو توڑنے کے لیے کعبے میں تشریف لے گئے تو اُس دن اور حجتہ الوداع میں جس دن اونٹنی پر سوار ہو کر میدان عرفات میں گئے تو آپ کا ردیف آپ کا جو ہم نشیں دوسرا سوار تھا قصویٰ اونٹنی پر وہ تھا۔ اور بہت سی روایات کے مطابق وہ ایک وقت میں تو فضل ابن عباس ہیں اور دوسرے وقت میں حضور کا بڑا نواسہ علی ابن ابی العاص تھا۔ میری بات سمجھ میں آرہی ہے نا؟ آپ کی نرینہ اولاد نہیں بچی۔ ام المومنین جدۃ السادات سیدوں کی دادی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کہہ دیجیے رضی اللہ عنھا ان ہی کے بطن مبارک سے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ بچے پیدا ہوئے سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم، سیدہ فاطمہ، سیدنا قاسم، سیدنا عبداللہ طیب طاہر رضی اللہ عنہم۔ یہ چھ بچے پیدا ہوئے چار لڑکیاں اور دو بیٹے اور ایک پھر آخری اولاد میں سے مصر سے آنے والی باندی جو وہاں کے عیسائی گورنر مقوقس نے ہدیۃً بھیجی وہ دو بہنیں تھیں۔ ماریہ اور شیرین، شیرین کو عربوں نے سیرین بنادیا۔ میری کو ماریہ کہا عربی کا تلفظ ماریہ ہے آج کل بھی آپ پڑھتے ہوں گے عیسائیوں میں نام ہے مِس مَیری۔ وہ مَیری ماریہ کا ہی انگلش تلفظ ہے۔ تو ماریہ اور شیریں دو بہنیں تھیں ان کا چچا زاد بھائی یا چچا یا ماموں زاد بھائی یا ماموں مابور جو مردانہ حیثیت سے فارغ تھا، خنثیٰ مشکل تھا بے چارا وہ مردانہ قوت سے بھی محروم تھا وہ بطور نگران کے ساتھ تھا اور حضور کے وہ صحابی جن کے ہاتھوں سے بطور لغزش فتح مکہ کے متعلق تیاری کی رپورٹ مکہ کے کفار تک پہنچ گئی تھی اور فاروق اعظم نے ان کے قتل کے لیے تلوار سونت لی۔ لیکن جبرئیل امین علیہ السلام نے آکر روک دیا اور ایک پوری سورۃ اس صحابی کے عمل کی بدولت صحابہ کے حق میں نازل ہوگئی کہ صحابہ کچھ بھی ہوں اگر یہ غلطی بھی کرلیں تو ایمان ان کا پھر بھی قائم رہے گا۔ خدا فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ ان کے ایمان کے اوپر کوئی حرف نہیں آسکتا میں نے ان کے دلوں کے اندر جھانک کر کے دیکھ لیا ہے کہ وہاں منافقت نہیں ہے۔

(جاری ہے)

ڈاکٹر عمر فاروق احرار

ذوالفقار علی بھٹو اور قادیانی مسئلہ

(وفات 4 اپریل 1979)

پیپلز پارٹی کے دورِ حکومت میں نوے سالہ قادیانی مسئلہ اپنے انجام کو پہنچا۔ جس کے اثرات پاکستان کی حدوں سے نکل کر اَطرافِ عالم میں پھیلے۔ پاکستان کے پہلے متفقہ آئین کی منظوری کے بعد یہ پہلا غیر متنازع اور متفقہ دستوری فیصلہ تھا، مگر اِس کے باوجود بعض حلقے بوجوہ قادیانی مسئلے پر ذوالفقار علی بھٹو کے مؤقف پر کئی سوالات اٹھاتے چلے آرہے ہیں۔ مثلاً یہ کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ بھٹو صاحب کا آزادانہ فیصلہ نہیں تھا، یا یہ کہ اُن پر سعودی عرب کا شدید دباؤ تھا۔ نیز وہ اس فیصلے کے ذریعے اپنے اقتدار کو مضبوط کرنا چاہتے تھے۔ وغیرہ۔

اِس دستوری فیصلے کے متعلق حتمی رائے قائم کرنے سے پہلے اِس اہم واقعہ کا پس منظر جاننا ضروری ہے۔ 1953 کی تحریک ختم نبوت میں دس ہزار سے زائد مسلمان محض قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ کرنے کی وجہ سے ریاستی جبر وتشدد کے نتیجہ میں خاک وخون میں تڑپا دیے گئے۔ تحریک کو حکومتی قوت کے وحشیانہ استعمال سے کچل دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قادیانی اہم سرکاری عہدوں پر قابض اور اقتداریوں کی بیساکھیاں بنتے گئے۔ یہاں تک کہ معروف مصنفہ ڈاکٹر عائشہ جلال کے بقول: ''1970 کے انتخابات میں قادیانیوں نے اپنے سربراہ کی ہدایت پر پیپلز پارٹی کی ووٹوں اور نوٹوں سے حمایت کی تھی۔ جس کے نتیجے میں انہیں حکومت میں کلیدی عہدوں سے نوازا گیا۔ وزیر خارجہ عزیز احمد بھی ایک احمدی تھا۔ 1972 کے وسط میں نیوی اور ائرفورس کے حساس اور اعلیٰ عہدوں پر اور فوج میں کور کمانڈروں سمیت ایک درجن سے زائد قادیانی براجمان تھے۔ (''سٹرگل فار پاکستان''، صفحہ:205) قادیانی پیپلز پارٹی کی حمایت کرکے، اپنے مذہبی سربراہ کے الہامات کی روشنی میں پاکستان پر قادیانی اقتدار کے خواب دیکھنے لگے تھے۔ دُوسری طرف اپنے ہم مذہب اعلیٰ افسران کی پشت پناہی کی بدولت وہ سرکاری ذرائع استعمال کرکے، بیرونی ممالک خصوصاً افریقہ کے پسماندہ علاقوں کو اَپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنا چکے تھے۔ جس پر عالم اسلام میں شدید اضطراب وتشویش پائی جارہی تھی۔ اِسی دوران 29 اپریل 1973ء کو آزاد کشمیر کی اسمبلی نے ایک قرارداد کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا تاریخی فیصلہ کردیا۔ جس کا اسلامی دنیا میں بہت خیر مقدم کیا گیا۔ پاکستان میں بھی اِس فیصلے کی تحسین کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے مطالبے میں شدت پیدا ہوئی۔ جب 22 فروری 1974ء کو لاہور میں پہلی اسلامی سربراہی کانفرنس کا انعقاد ہوا تو اِسلامی ممالک کے سربراہوں بالخصوص

افریقی ممالک کے سربراہان نے قادیانی سرگرمیوں کی بابت وزیراعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو سے شکوہ کیا کہ پاکستان سے قادیانی ہمارے ممالک میں جا کر مسلمانوں کو قادیانی بنا رہے ہیں تو بھٹو پر قادیانیت کا اصل چہرہ سامنے آیا اور انہوں نے اُن کی شکایت کا ازالہ کرنے کی یقین دہانی کرائی۔

اسلامی سربراہی کانفرنس کے بعد 08 اپریل 1974ء کو مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں دنیا بھر کی ایک سو سے زائد مقتدر اسلامی تنظیموں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ جس میں ایک بنیادی قرارداد قادیانی امت کے متعلق منظور کی گئی کہ قادیانیوں کے کافر اور خارج از اِسلام ہونے کا اعلان کیا جائے اور اِسلامی ملکوں سے مطالبہ کیا گیا کہ جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کے متبعین کی ہر قسم کی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے اور انہیں غیر مسلم قرار دیا جائے، نیز اُن کے لئے اہم سرکاری عہدوں کی ملازمتیں ممنوع قرار دی جائیں۔(چٹان لاہور 6 مئی 1974ء) اِس اجلاس میں پاکستان کی نمائندگی تجمل حسین ہاشمی سیکرٹری مذہبی امور نے کی۔ اجلاس میں ٹی ایچ ہاشمی نے قرارداد پر دستخط کیے اور قرارداد کی تائید کر کے پہلی بار حکومت پاکستان کے قادیانیوں کے متعلق مؤقف کو واضح کیا کہ حکومت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت تصور کرتی ہے۔ یاد رہے کہ یہ قرارداد تب منظور کی گئی تھی کہ جب ابھی تک پاکستان میں تحریک ختم نبوت کا آغاز بھی نہیں ہوا تھا۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ بھٹو کی حکومت قادیانیوں کی اصلیت وحقیقت جان چکی تھی۔

تحریک ختم نبوت کا آغاز مئی 1974ء کو ہوا۔ جب نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کی ٹرین پر چناب نگر (ربوہ) میں قادیانیوں نے حملہ کر کے طلباء کو لہولہان کر دیا۔ اس ظلم وتشدد کی خبر سے سارا پاکستان سراپا احتجاج بن گیا، جلسے، جلوس اور احتجاج کی نہ رُکنے والی لہر نے ملک بھر میں جوش وخروش پیدا کر دیا۔ تمام مسالک یک آواز ہو گئے۔ گرفتاریاں اور پولیس گردی بھی دیوانوں کا راستہ نہ روک سکی۔ ذوالفقار علی بھٹو جو علماء کرام کے ذریعے اور پھر اپنے غور وفکر سے قادیانیت کے مذہبی عقائد اور سیاسی مقاصد سے آگاہ ہو چکے تھے۔ انہوں نے 13 جون 1974ء کو ریڈیو اور ٹیلی وژن پر اپنی نشری تقریر میں دوٹوک کہا کہ مجھے اپنے مسلمان ہونے اور ختم نبوت پر پختہ ایمان رکھنے پر فخر ہے۔ قادیانی مسئلہ پاکستان کے عوام کا مسئلہ ہے۔ ہم عوام کے کسی مسئلے کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔(روزنامہ ''امروز'' ، ملتان، 14 جون 1974ء) جس سے ظاہر ہو گیا کہ بھٹو کے احساسات بھی دیگر مسلمانوں سے الگ نہیں ہیں اور وہ بھی عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ بھٹو قادیانی مسئلہ کو اسمبلی کے فورم پر لے آئے۔ قادیانیوں کو اپنا مؤقف کھل کر پیش کرنے کا موقع دیا اور بالآخر فیصلہ اراکین اسمبلی پر چھوڑا اور اسمبلی کے تمام ارکان نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے کفر کے بارے میں قرآن وسنت کے فیصلے کی توثیق کر دی اور یوں قادیانی آئینی طور پر کافر قرار پائے۔

علماء، مشائخ اور زعماء کی بے مثال قربانیوں اور تاریخی جدوجہد ثمر بار آور ہوگئی۔تحریک ختم نبوت کی طویل محنت بھٹو مرحوم کے فیصلے کی صورت میں ٹھکانے لگی۔بھٹومرحوم نے اس موقع پر کہا تھا کہ:''میں فیصلے کا اعلان صرف پاکستانی قومی اسمبلی یا پاکستانی علماء ومفتیان کرام نہیں، بلک دُنیائے اسلام کے ناموراور جید علماء ومفتی صاحبان کے متفقہ شرعی فیصلے کے مطابق کر رہا ہوں۔اُمت مسلمہ کا یہ وہ فیصلہ ہے، جس کے لئے علامہ اقبالؒ، پیر سید مہر علی شاہؒ آف گولڑہ شریف اور امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ جدوجہد کرتے رہے ہیں۔''

ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیت کے کفر اور اُن کی دین وملک کے خلاف سازشوں کا بخوبی اور بروقت ادراک کرلیا تھا۔وہ بحیثیتِ مسلمان اپنے ایمان کی رُو سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کو ضروری سمجھتے تھے۔جب اُن کی حکومت ختم کر کے اُنہیں جیل میں ڈال دیا گیا تو قادیانی اسمبلی کے مذکورہ فیصلے کو اُن کی مصیبتوں اور تکلیفوں کا سبب قرار دیتے ہوئے مرزا قادیانی کے''الہامات'' کی صداقت کے بیان داغنے لگے تو بھٹومرحوم نے کرنل رفیع الدین کو، جو جیل میں اُن کی نگرانی پر مامور تھے، کہا کہ:''بھئی!اگر اُن کے اعتقاد کو دیکھا جائے تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ہی نہیں مانتے اور اگر وہ مجھے اپنے آپ کو غیر مسلم قرار دینے کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں تو کوئی بات نہیں، پھر کہنے لگے کہ میں تو بڑا گناہ گار ہوں اور کیا معلوم کہ میرا یہ عمل ہی میرے گناہوں کی تلافی کر جائے اور اللہ تعالیٰ میرے تمام گناہ اِس نیک عمل کی بدولت معاف کردے۔بھٹوصاحب کی باتوں سے میں اندازہ لگایا کرتا تھا کہ شاید انہیں گناہ وغیرہ کا کوئی خاص احساس نہ تھا،لیکن اُس دن مجھے محسوس ہوا کہ معاملہ اِس کے برعکس ہے۔''(''بھٹو کے آخری ۳۲۳ دن''، از کرنل رفیع الدین)ذوالفقار علی بھٹو نے یہ فیصلہ کسی دباؤ میں آ کر کیا تھا اور نہ اقتدار کی مضبوطی کے لیے، بلکہ اُن کے اپنے بقول: یہ فیصلہ گناہوں کی تلافی اور نجات کے لیے کیا گیا تھا۔بصورتِ دیگر اگر وہ یہ اقدام نہ اٹھانا چاہتے تو کون اُن کو روک سکتا تھا؟1977 میں انہوں نے اپنے خلاف قومی اتحاد کی ملک گیر تحریک کا سامنا تو کرلیا،مگر وہ حکومت سے مستعفی نہ ہوئے۔بات مقدر اور نصیب کی ہے۔اللہ نے اُن سے یہ عظیم کام لینا تھا،وگرنہ خواجہ ناظم الدین جیسے تہجد گزار،نمازی اور حاجی وزیراعظم بھی 1953 میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں سے انکار کر بیٹھے تھے۔بھٹو مرحوم نے اپنا سیاسی مستقبل حکومت اور زندگی داؤ پر لگا دی،مگر ختم نبوت کے تحفظ کو مقدم رکھا اور وہ ہمیشہ کے لیے تاریخ کے اوراق میں امر ہو گئے۔

محمد عرفان ندیم

بائیکاٹ کیوں ضروری ہے!

پنجاب اسمبلی نے نکاح نامے میں ختم نبوت کی شق کا اضافہ کیا تو عام افراد کے ساتھ بعض سنجیدہ اور اہل علم شخصیات نے بھی اس فیصلے پر طنز کیا۔ اوراس کے ساتھ یہ بحث بھی وائرل ہوئی کہ آئینی واخلاقی طور پر قادیانیوں کا بائیکاٹ کوئی دینی حکم نہیں اور نہ ہی اس کی گنجائش ہے۔ ہمیں قادیانیوں کو بھی دیگر غیر مسلموں کی طرح ڈیل کرنا چاہیے جب ہم دیگر غیر مسلموں کے ساتھ ہر طرح کے معاملات کرتے اور تعلقات رکھتے ہیں تو قادیانیوں کو بھی یہ رعایت ملنی چاہیے۔

میرے خیال میں قادیانیوں اور دیگر غیر مسلموں میں دو وجہ سے فرق کی ضرورت ہے۔ ایک عام غیر مسلم جو پاکستان میں اقلیت کے نام سے رہ رہے ہیں وہ پاکستان کے آئین کو مانتے ہیں اور آئین میں لکھے ہوئے حقوق کے مطابق انہیں تمام حقوق بھی میسر ہیں جبکہ قادیانیوں کا معاملہ برعکس ہے۔ وہ پاکستانی آئین کو اس لیے تسلیم نہیں کرتے کہ اس میں انہیں غیر مسلم ڈکلیئر کیا گیا ہے، وہ بزعم خود مسلمان ہیں اور آئین پاکستان میں لکھے ہوئے اس فیصلے کے خلاف قومی اور بین الاقوامی سطح پر مورچہ زن ہیں۔ دوم دیگر غیر مسلم اپنی آئینی حدود میں رہتے اور خود کو مسلمان ڈکلیئر کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا نہیں دیتے جبکہ قادیانی یہاں بھی آئین پاکستان کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ یہ خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانی بنانے کے لیے ہر لحہ سرگرم ہیں اور اس کے لیے جھوٹ، دھوکا، پیسہ اور جنس تمام طریقے استعمال کر رہے ہیں ان کا سب سے مقبول طریقۂ واردات شادی اور نکاح ہے، یہ رشتہ کرتے وقت اپنی اصلیت چھپاتے اور خود کو مسلمان ڈکلیئر کرتے ہیں مسلمانوں جیسا کلمہ اور نماز پڑھتے ہیں اور دوسرے گھرانے کو کسی طرح بھی گمان نہیں ہونے دیتے کہ وہ قادیانی ہیں۔ رشتہ کرتے وقت کہا جاتا ہے لڑکا باہر ہے، جیسے ہی نکاح کی تاریخ فکس ہوگی لڑکا آئے گا اور نکاح کے بعد لڑکی کو ساتھ لے جائے گا۔ نکاح کے بعد جب لڑکی باہر جاتی ہے تب راز کھلتا ہے کہ یہ تو قادیانی ہیں۔ یورپی ممالک میں قادیانیوں کے بڑے بڑے دعوتی مراکز بنے ہوئے ہیں، لڑکا حیلے بہانوں سے لڑکی کو ان مراکز میں لے جاتا ہے اور قادیانیت کے لیے ذہن سازی کرتا ہے کوئی بہت ہی راسخ العقیدہ لڑکی ہو تو ان کے چنگل سے بچ جاتی ہے ورنہ اکثر صورتوں میں یہ قادیانی بننے پر مجبور کر دیتے ہیں، لاہور میں ایسے کئی کیسز ہو چکے ہیں۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے باقاعدہ پروفیشنل لڑکوں کا ایک گروپ

بنا رکھا ہے جو مستقل طور پر یورپ میں سیٹل ہیں، رشتہ طے کرنے کے بعد انہیں باہر سے بلایا جاتا ہے، نکاح کے بعد لڑکی کو ساتھ لے جاتے ہیں، وہاں جا کر وہ قادیانی بن جائے تو ٹھیک ورنہ اسے چھوڑ کر کسی نئے مسلمان کا ایمان لوٹنے کی کوشش میں لگ جاتے ہیں۔ ان دو وجوہ کی بنا پر میرے خیال میں قادیانیوں اور دیگر غیر مسلموں میں فرق کرنا ایمان اور پاکستانی آئین کا تقاضا ہے۔

ان تمام تر حقائق اور شواہد کے پیش نظر ہمیں نکاح نامے میں ختم نبوت کی شق کے فیصلے کی اہمیت کا اندازہ ہو جانا چاہیے اور اس کے ساتھ ہمیں یہ بھی اندازہ ہو جانا چاہئے کہ اس طرح کے کسی بھی فیصلے پر قیاس آرائی سے قبل ہمیں اصل اسٹیک ہولڈرز کا نکتہ نظر بھی سمجھنا چاہئے، مثلاً اس مسئلے میں اصل اسٹیک ہولڈر شبان، عالمی مجلس، مجلس احرار اور ختم نبوت کے حوالے سے متحرک دیگر گروپس ہیں اور ان گروپس کے پاس ایسے بیسیوں شواہد موجود ہیں جن میں قادیانیوں نے دھوکے سے شادی کی اور بعد میں بیٹی کو قادیانی بننے پر مجبور کیا۔ نکاح نامے میں اس شق کی شمولیت سے کسی ایک مسلمان بچی یا بچے کا ایمان بھی بچ گیا تو یہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اس لیے اس فیصلے پر استہزاء اور طنز کرنے والے احباب کو اندازہ ہونا چاہئے کہ وہ وقتی داد سمیٹنے کے لیے کتنے غیر سنجیدہ رویے کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ جس طرح شر، بے دینی، الحاد اور نئے فتنے متنوع راستوں سے اخل ہو رہے ہیں، اسی طرح مذہب اور دینی فکر سے جڑے افراد کو بھی متنوع جہات پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ کسی ایک جہت پر کام کرنے والے کو زیب نہیں دیتا کہ وہ دوسری جہات پر کام کرنے والے پر طنز یا استہزاء کرے یا اس کام کا سرے سے ہی انکار کر دے۔

ایک اہم اعتراض قادیانیوں کے بائیکاٹ کے حوالے سے کیا جاتا ہے کہ جب دیگر غیر مسلموں کے ساتھ معاملات کئے جا سکتے ہیں تو قادیانیوں کے ساتھ کیوں نہیں۔ اس کا عام فہم جواب یہ ہے کہ دیگر غیر مسلم، مسلمانوں کا روپ دھار کر اور شعائر اسلامی استعمال کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا نہیں دیتے اور تعلقات کا جھانسہ دے کر مسلمانوں کا ایمان نہیں لوٹتے، جبکہ قادیانیوں کا طریقہ واردات ہی یہی ہے کہ شعائر اسلامی اپنا کر اور تعلقات کا جھانسہ دے کر سادہ لوح مسلمانوں کا ایمان لوٹتے ہیں۔

بائیکاٹ کی دوسری اہم وجہ یہ ہے کہ ان کے تمام اہم اداروں اور افراد کی کمائی کا ایک مختص حصہ ان کی جماعت کے کاموں کے لیے وقف ہوتا ہے۔ کمائی کا یہ حصہ قادیانی اخبارات، قادیانی لٹریچر، تبلیغی سرگرمیاں، قادیانی مبلغین کے وظائف اور دیگر امور پر خرچ ہوتا ہے۔ آپ صرف شیزان کمپنی کو دیکھ لیں، شیزان قادیانیوں کا ملکیتی اور قادیانی

جماعت کی بھرپور مالی معاونت کرنے والا ادارہ ہے، اس کی آمدنی میں سے اکثر سرمایہ قادیانیت کی جھوٹی تشہیر کے لیے خرچ کیا جاتا ہے، یہ اسی کی دہائی سے اب تک ہر سال کروڑوں روپیہ اس فنڈ میں جمع کرواتے ہیں۔ قادیانیت کا اکثر لٹریچر جس میں قادیانی اخبارات اور درجنوں رسائل و جرائد شامل ہیں، شیزان انہیں بڑے بڑے اشتہارات دے کر انہیں مالی طور پر مستحکم کرتا ہے۔

اکثر قادیانی رسائل کے خاص نمبر میں شیزان کے خصوصی اشتہارات چھپتے ہیں۔ پھر صرف شیزان نہیں بلکہ سب قادیانی اپنی کمائی کا ایک مختص حصہ چندہ میں دیتے ہیں اور انہی پیسوں سے قادیانی لٹریچر، مربیوں کے وظائف اور دیگر اخراجات پورے کئے جاتے ہیں۔ اس لیے جب تک یہ پاکستانی آئین کے مطابق خود کو غیر مسلم نہیں مانتے اور آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سادہ لوح مسلمانوں کو شعائرِ اسلامی اپنا کر اور شادی و تعلقات کا جھانسہ دے کر قادیانی بنانے سے باز نہیں آتے تب تک ان کا سماجی و معاشی بائیکاٹ ضروری ہے۔ سماجی بائیکاٹ سے سادہ لوح مسلمان ان کے چنگل میں نہیں پھنسیں گے اور معاشی بائیکاٹ سے ان کی سرگرمیوں پر خرچ ہونے والے سرمائے پر زد پڑے گی۔ ہاں کوئی صاحب علم دعوتی مقاصد کے لیے ان سے روابط اور میل جول رکھے تو اس کی گنجائش بہر حال موجود ہے۔

مسافرانِ آخرت

☆ شیخ عتیق الرحمن کے بھائی محمد علی شیخ کے چچا حافظ ابوسفیان (عثمان آباد والے) رضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔ مورخہ 9اپریل 2022ء

☆ عدنان گل وردک 29 مارچ 2022ء منگل کو انتقال کر گئے۔

☆ مدرسہ معمورہ ملتان کے سابق طالب علم محمد آصف اور محمد عثمان (سورج میانی) کے والد عمر حیات 21اپریل 2022ء کو انتقال

قارئین سے درخواست ہے کہ مرحومین کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائیں آمین

دعاءِ صحت

☆ مجلس احرار اسلام چشتیاں کے کارکن احمد عثمان کی اہلیہ شدید علیل ہیں۔

☆ دفتر نقیب ختم نبوت کے سابق کارکن پروفیسر محمد الیاس میراں پوری ٹریفک حادثہ کا شکار ہوئے اور شدید علیل ہیں۔

مفکر احرار چودھری افضل حقؒ آخری قسط

تاریخ احرار

کیا آج رفاہی امور پر جو رقم جس آبادی پر خرچ کی جارہی ہے وہ بجائے خود غیر مکتفی ہے تو چند سال بعد وہ کیوں کر پوری ہوگی جب آبادی میں ہر دس سال بعد دس فیصدی اضافہ کی رفتار ہے؟ یہ خطرناک اقدام صرف اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ برطانیہ کو ممنون احسان بنا کر ہمیشہ کے لیے مفاد حاصل کرتے رہیں۔

ہم ارکان حکومت کو پھر متوجہ کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں بحیثیت مسلمان کے اس دنیا میں بھی ان کو اپنی ذمہ داریوں کو پوری دیانت کے ساتھ پورا کرنا ہے اور آیندہ بھی چل کر میدان حشر میں ان تمام ذمہ داریوں کا ان کو جوابدہ ہونا پڑے گا۔ یاد رکھیے آج جن نتائج سے آپ بے فکر ہوکر اقدام کررہے ہیں کل اس کے خطرناک نتائج سے آپ کو دو چار ہونا ہے اور آج بھی سینکڑوں معصوم و بے گناہ روحیں انتقام کے لیے آپ کا انتظار کررہی ہیں۔ قیامت کے دن آپ کی گردن ہوگی اور ان کے ہاتھ۔

اخیر میں ہم پبلک سے ان امور پر زیادہ سے زیادہ غور کرنے کی استدعا کرتے ہیں۔ کہ پورے خلوص نیت اور سکون قلب کے ساتھ ان پر غور وفکر کریں ہم غریبوں کی نجات اسی میں ہے کہ پورے اتحاد کے ساتھ پر امن طریق پر حکومت بہاول پور کے ہر کام کا مطالعہ کریں۔ اور پوری کڑی امداد کے ساتھ متفقہ طور پر دکھوں کو حضور سرکار والا جاہ دام اقبالہ وملکہ کے کانوں تک پہنچا دیں اور یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ ذمہ دار نظام حکومت عطا ہو‘‘

مجلس احرار کو بدنصیب بہاول پور کی ہلاکت زدہ رعایا کا گہرا احساس ہے لیکن مدد کی کوئی صورت سامنے نہیں۔ جب تک اندرون ریاست کے بہادر کارکن رئیس پرستی کے جذبات کو قطعی خیر باد کہہ کر محض عوام کی صعوبتوں اور تکلیفوں کو کم کرنے کا جذبہ لے کر نہ اٹھیں گے اور عوام میں بھی کامل مساوات کا ذہن اور آرزو پیدا نہ کریں گے تب تک ریاست میں اونچا سانس لینا یوں ہی مشکل ہوگا۔ اسلامی ریاستوں میں رئیس پرستی کا ذہن ہی ساری مصیبتوں کا ذمہ دار ہے۔ چھوٹی چھوٹی سرحد کی ریاستوں کا بھی یہی حال ہے۔ مسلمان فاقے کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر رہے ہیں۔ لیکن روساء کے مال وجان کو دعائیں دے رہے ہیں ایسی جامد اور جابروں کی ترقی درجات کی دعائیں کرنے والی قوم کا دنیا میں کیسے بھلا ہو مجلس احرار کیا مدد کرے حالاں کہ احرار کا اس ریاست کی تحریک آزادی سے گہرا تعلق ہے۔

آیندہ پروگرام:

کیا ہم آج کے مسلمان اُن مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہیں جن کے جوش عمل نے خاک اور خون کی بازی کھیلی اور

قیصر وکسریٰ کے تخت وتاج ان کے پاؤں کی ٹھوکروں میں نظر آئے نہیں۔ جوشِ عمل کو سستی اور کاہلی میں نہیں بدلا بلکہ ہر کام پر ہم نے خدا کو متعین کر رکھا ہے۔ حالانکہ خدا ہم سے کام کرنے کی توقع کرتا ہے۔ جب قوم کی ذہنیت میں تبدیلی آجائے تو قوم کے نوجوان چانڈوخانوں میں بیٹھے کیوں نظر نہ آئیں؟ دم پر دم خدشہ نہ غم کی صدائیں کیوں سنائی نہ دیں؟ جو قومیں مقابلہ کرتی ہیں موت ان سے دور بھاگتی ہے۔ مسلمان حیلہ ہمت کے بغیر ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔ موت ایسے آسان شکار کو کیوں نہ کھائے؟ محنت اور قربانی جو دنیا و دین کی ترقی کا راز ہے مسلمانوں میں مفقود ہے۔ یہ اس لیے کہ علماء صوفیاء کا کوئی اچھا نمونہ سامنے نہیں۔ جو چند محنت پسند اور ایثار پیشہ ہیں وہ قوم کے چھوٹے سے حصہ کی تربیت کے لیے بھی ناکافی ہیں۔ اس طرح قوم کا بیشتر حصہ اداسیوں کا ڈیرہ ہوگیا ہے۔ جنھیں دنیا کی ترقی اور آخرت کی بہبودی کے لیے کسی کام کی ضرورت نہ ہو۔

ہندوستان کی تاریخ کی نصف صدی گذر رہی ہے۔ مجلس احرار سے زیادہ فعال جماعت مسلمانوں میں پیدا نہیں ہوئی۔ برخلاف مسلمانوں کی عام ذہنیت کے ہم احرار خود اپاہجوں کی طرح بیٹھ کر اپنے کام یوں خدا کے حوالے نہیں کرتے کہ ہم اللہ کو اپنا غلام سمجھیں بلکہ خدا کی مرضی کے غلام ہوکر کمرِ ہمت باندھتے ہیں۔ برسوں پہلے بات کو سوچتے ہیں آغاز سے زیادہ انجام پر نظر رکھتے ہیں۔ جب شہید گنج کا واقعہ درپیش تھا ہمارے مخالف ہمیں قربانی سے کترانے والا کہتے تھے۔ حالانکہ جانتے تھے کہ احرار سے زیادہ بہادر جماعت اور نہیں۔ لیکن ہم جانتے تھے کہ ہمارے مخالف مغرور بددیانت ہیں جس تحریک کا انجام بخیر ہونے کی ہمیں امید نہ ہو اس کے لیے قوم کے بچوں کو کٹوانا اپنے اوپر دوزخ کا دروازہ کھولنا ہے۔ اس لیے ہم نے آپ کی تحسین وآفرین کو قبول نہ کیا بلکہ انجام پر دھیان جمائے رکھا۔ قوم نے دیکھ لیا کہ پنجاب میں مسلم لیگ کی اسلامی حکومت بھی قائم ہوگئی مگر مسجد واگذار کرنے کے لیے انگلی تک نہ اٹھائی۔ اب سمجھ دار طبقہ اس تحریک کے اٹھانے والوں کے افسوس ناک طرزِ عمل سے نالاں ہے اور برملا کہتا ہے کہ جب کسی مسئلہ کو اسلامی حکومت طے نہیں کر سکتی تو احرار کی قربانیاں کیا کر سکتی ہیں۔

ہاں اسلامی تاریخ کے اس خوفناک حادثہ یعنی ''معاہدہ ورسیلز'' کے پیشِ نظر احرار کی قربانیوں کا وقت آگیا۔ احتیاط نے جوشِ عمل کو باش باش کہا۔ احتیاج نے قربانی کے پاؤں پڑ کر قدم آگے بڑھانے سے باز رکھنے کی سعی کی۔ عشق آتشِ نمرود میں کود گیا۔ عقل حیرت کی انگلی دانت تلے دبا کر کھڑی رہ گئی۔ ہاں یہ واقعہ ہے کہ احرار نے اس وقت جنگ کے متعلق آواز بلند کی جب کانگریس کو آواز اونچی اٹھانے کی ہمت نہ تھی۔ احرار کے کانگریسی دوستوں کو اپنی خاموشی کی اور وجہ جواز سمجھ تو نہ آئی تو بطور طعنہ کہا کہ احرار جلد باز ہیں۔ مگر ڈیڑھ برس کے لیت ولعل کے بعد کانگریس کو بھی اسی قدم کے اٹھانے کا حوصلہ ہوا اب ہم یہ کہنے کے قابل ہیں: ہمیں طعنہ دینے والے دوستو! اب تمہاری قربانیوں کا کیا فائدہ ہے؟ بندے اور چندے کی مدد حکومت کو حاصل کرنا تھی وہ کر لی، گھوڑا چوری ہوجانے کے بعد اب اصطبل میں تالا لگانے سے کیا حاصل؟

اگر چہ جنگ کے متعلق احرار کی پالیسی ہماری تاریخ کا اہم موضوع ہے مگر قانون کی شمشیر گردن پر آویزاں ہے۔ سانس لینا مشکل ہو رہا ہے۔ مناسب نہیں کہ اس وقت اس پر قلم اٹھایا جائے۔ ہاں ایک داستان درد کہنے کی ہے۔ ہم میں سے جو جنگ کے خلاف سرگرمیوں کا اظہار کرتا ہے ضرور قابل سزا ہے لیکن یہ پالیسی کیا ہے کہ احرار کی سزائیں کانگریس کی نسبت سخت ہیں اور جیل میں ان سے بدترین قسم کا سلوک کیا جاتا ہے مگر ؎

جب توقع ہی اٹھ گئی غالب   کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی

زمانہ نازک ہے۔ اس ضمن میں احرار کی قربانیوں اور جیل کی جان کاہیوں کی تفصیل کو بیان کرنا دیکھیئے کس کے حصے میں آتا ہے مگر ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ مسلسل قربانی سے ہی قوم کی قسمت بنتی ہے۔ ہمیں ہمیشہ ایثار اور قربانی سے نئی دنیا آباد کرنی چاہیے۔ آنے والی غریبوں کی نسل کو اس امر سے حوصلہ حاصل کرنا چاہیے کہ احرار باوجود افلاس کی فراوانی اور اسباب کی کمی کے سربلندیٔ اسلام کی ۲۲ ربرس سے جدوجہد جاری کیے ہوئے ہیں۔ یہ سربلندی کی جدوجہد دراصل عوام کی سربلندی کی جدوجہد ہے۔ ہمارے سامنے اسلام کی سربلندی کی وہ صورت نہیں جو اُموِیوں (1) کی نام نہاد خلافتوں میں تھی۔ بلکہ مساوات کی وہ صورت جو سرورِ دو عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں تھی۔ جو حضرت ابوبکر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہم کے عہد میں رہی جب مسلمان پوری محنت سے کماتے تھے۔ لیکن کنبہ سمجھ کر بانٹ کر کھاتے تھے کسی کو یہ اجازت نہ تھی کہ کھانے اور پہننے میں شانِ امتیاز دکھائے یہاں تک کہ کسی کو پختہ مکان تک بنوانے اور حکام کو دروازہ پر دربان بٹھانے کی اجازت نہ تھی۔ مسلمانوں پر کیا مبارک دور گزرا۔ اگر یہ مبارک عہد مسلمانوں میں لوٹ آئے تو دنیا کا ایک بھی انسان مسلمان ہوئے بغیر نہ رہ جائے۔

مہاتما گاندھی آج کہتے ہیں کہ جو ضرورت سے زیادہ اپنے لیے استعمال کرتا ہے وہ قوم کا چور ہے یہ اسلام کی تعلیمات کی صدائے بازگشت ہے مسلمانوں کو حکم ہوا: **یَسْئَلُونَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْو**

(اے رسول تم سے لوگ سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کیا جائے کہہ دو کہ معمولی ضرورت پر خرچ کر کے باقی سب راہِ خدا میں دے دو)

تاریخ اسلام کی ناقابل تردید گواہی پر غور کرو کہ ہادی برحق نے شاہی میں گدائی کی۔ زور بازو سے سلطنت کمائی لیکن زندگی فقر و فاقہ میں بسر کی آج بعض احرار اپنی مفلسی کے ہاتھوں چیختے ہیں یہ بھی ہماری کمزوری ہے۔ ہم میں سے کسی کا حال غریبوں کے سچے کامریڈ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کم ہی دردناک ہوگا تاہم مفلسی کی اس مصیبت میں ایک دن بھی تو عذر نہ کیا کہ مالی پریشانیوں کے باعث میں کام سے مجبور ہوں۔ نیکی کی تبلیغ اخلاق کی تربیت اور سیاست میں تدبیر کے گھوڑے برابر دوڑاتے رہے کثرت کار نے گو جان کو کمزور کر دیا مگر ہمت نے کسی وقت ہار نہ مانی۔

احرار کی موجودہ صورت و ہمت ہمارے لیے زیادہ قابل فخر نہیں بہت سے لوگ ہم سے مدت سے وابستہ ہیں لیکن ان کے جوش اسلامی نے کوئی معین صورت اختیار نہیں کی ہزار ولولے ہوں لیکن جب کام شروع نہ ہو تو زندگی کی کیا قیمت ہے احرار کے ہمدردوں کی ایک بڑی فوج ہے لیکن ہر ہمدرد ابھی اسلام کا سپاہی نہیں بنا ابھی وقت کو بیکار گنوانا ہے نتیجہ یہ ہے کہ یہ تحریک شہروں تک محدود رہ گئی ہے۔ ہم نے ابھی تخریبی کام سیکھا ہے تخریب کے ساتھ ساتھ تعمیری ذہن کی ضرورت ہے تا کہ پرانے نظام کی بوسیدہ عمارت کو ڈھائیں اور ساتھ ہی اپنے اسلامی ذہن کے مطابق کامل مساوات کا محل تعمیر کریں جس میں عوام آسودہ ہوں ہمیں اپنی کمزوریوں کا اعتراف کر کے نئے عزم سے زندگی کا آغاز کرنا ہوگا قول کی منزل سے نکل کر عمل کے میدان میں آؤ گے تو قوم کی بگڑی بنے گی راہبوں اور سنیاسیوں کی طرح قولی عبادتوں پر فخر نہ کرو نماز و دعا سے جہادی زندگی کے لیے خدا کی توفیق حاصل کرو۔ تعویذ وظائف پر بھروسہ کر کے عمل سے عاری نہ ہو جاؤ۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی مشکلات پر غور کر کے اپنی ہمت سے ان کا حل تلاش کرو۔

موجودہ حال اور آئندہ تدبُّر:

علم کے لحاظ سے یہ سیدھا اور صاف عمل ہے کہ ہندوستانی ایک ہو جائیں تو کوئی دوسرا حکومت نہ کرنے پائے۔ مگر قسمت کا ایسا پیچ پڑا ہے کہ ہندو مسلمان کی گتھی سلجھنے میں نہیں آتی۔ جتنا سلجھاؤ اور سے اور الجھاؤ پڑتے جاتے ہیں۔ دو قوموں کے قرب کو بعد میں بدلنے والی چیز ہندوؤں کی چھوت چھات ہے۔ اگر کوئی کسی کو ناپاک سمجھے پھر اس سے رفاقت کی امید کرے یہ بس بو کر کاٹنے کی امید لگانا ہے۔ دنیا کا کون بدنصیب ملک ہے جہاں کوئی اسیران جنگ کے ساتھ وہ سلوک کرے جو ہندو آئے دن مسلمانوں اور چھوتوں سے برتتے ہیں۔ باوجود ہندوؤں کے اس ناروا سلوک کے زمانہ جانتا ہے کہ احرار نے سیاسیات میں ہندو سے مل کر کام سے انکار نہیں کیا مگر مسلمان عوام ہندو کے آئے دن کے طرزِ عمل سے ایسے برگشتہ ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا حادثہ مسلمانوں کے دل سے ہندوؤں کے سلوک کے ردِ عمل کو دور نہیں کر سکتا۔ جب سید عطاء اللہ شاہ اور صاحبزادہ فیض الحسن جیسے جادو بیان بھی شیرینی گفتار سے سامعین پر سحر کرتے ہیں تو مسلمان ہندو مسلم اتحاد کی دعوت پر بدک جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسی قوم سے اتحاد جو ہمسایہ کو نجس سمجھے کیسے ہو یہی چھوت چھات ہندوؤں کی تجارتی ترقی کا راز ہے مسلمان ہندو کی دکان کا گاہک تو ہے۔ مگر ہندو مسلمان کے مال تجارت کا خریدار شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ سرمائے کا میلان اور اس کی رو ایک ہی طرف رہتی ہے۔ مسلمان کا سرمایہ ہندو کے گھر جاتا ہے ہندو کا مال مسلمان کے ہاں قسمت سے ہی آتا ہے۔ اس طرح وہ مجلسی اور اقتصادی طور پر ہندوؤں کو ظالم ترین قوم سمجھنے پر مجبور ہے جب تک ہندو اپنا طرزِ عمل نہ بدلے مسلمان اس کے متعلق اپنی

رائے نہ بدل سکے گا۔ مسلمان کیا ان حالات میں کوئی قوم ہوتی اس کا طرزِ عمل وہی ہوتا جو مسلمانوں کا ہے۔

اس سلوک کے علاوہ اب ایک اور دقت درپیش ہے۔ ایسی تنگ دل اکثریت کو آئندہ آئین میں کلی اقتدار حاصل ہو جائے گا مسلمان سمجھتا ہے کہ آئے دن ہندو چھوت چھات سے ذلت بھی کرتا ہے اور اقتصادی لوٹ کھسوٹ بھی کرتا ہے اب مرکز میں اسے اور موقعہ مل گیا تو مسلمانوں کی موت یا زندگی موت سے بدتر بنے گی پس ہندوؤں کے طرزِ عمل سے مایوس ہو کر وہ پاکستان کے رنگین خواب میں خوش ہے کیا احرار اسے اس خوابِ خوش پر ملامت کریں؟ بے شک مسلمانوں کو اچھوت سمجھنے والے لوگوں کی یہ خواہش ہے کہ ہم مسلمانوں کے خلاف محاذ بنائیں ان کے افسوس ناک طرزِ عمل پر نکتہ چینی نہ کریں۔ حالانکہ پاکستان کا نعرہ اس سلوک کا ردِ عمل ہے جو ہندو مسلمان سے روا رکھتا ہے جب تک ہندو اپنے سلوک میں اصلاح نہ کرے مسلمان کو ملامت کرنا شاہ مدار کی طرح مرے کو مارنا ہے۔

لیکن ہماری سیاسیات میں کئی اور پیچ بھی ہیں وہ یہ کہ لیگ کے سرمایہ دار لیڈر غیر مخلص اور عوام مخلص ہیں یہ لیڈر عوام کو الو بنانے کے لیے پاکستان کا نعرہ بلند کر دیتے ہیں لیکن عوام نے اس کو ایمان سمجھ رکھا ہے لیگی لیڈر کبھی کبھی تو پاکستان کو فریب نظر بیان کرنے میں تامل نہیں کرتے اور اندر ہی اندر مشترکہ ہند کی آرزو کے لیے بے تاب ہیں بہ شرطے کہ مشترکہ ہندوستان میں موجودہ سرمایہ داری کا تحفظ ہو۔ علاوہ ازیں اگر دونوں قوموں کے اعلیٰ طبقہ کے لوگ مفاہمت پر آمادہ نہ ہوئے تو پاکستان کے نعرہ کا منطقی نتیجہ سول دار ہے۔ مسلمانوں کے سرمایہ دار طبقے نے اس کی مدافعت تو کجا ابھی تک اس کی ہولناکی کا تصور بھی نہیں کیا اس لیے زود یا بدیر مسلمانوں کا یہ طبقہ کانگرس کی طرف دستِ تعاون بڑھائے گا خودخواہ یہ طبقہ پاکستان کا مذاق ہی کیوں نہ اڑاتا ہو تاہم احرار کو مناسب نہیں کہ پاکستان کے خلاف محاذ بنائے ایسا کرنے کا نتیجہ بجز شہید گنج کی تلخ تاریخ کو دہرانے کے اور کچھ نہ ہوگا تعلیم یافتہ اور سرمایہ دار طبقہ بے حد خود غرض ہے وہ مسلمان عوام کو ہمارے خلاف بھڑکائے گا مسلمان ہندو کا بے حد ستایا ہوا ہے۔ وہ ضرور بھڑک جائے گا۔ اس لیے ان فتنہ گروں کو نیچا دکھانے اور ان کی اذیت سے جماعت کو بچانے کا یہی ڈھنگ ہے کہ ہم پاکستان کے خلاف محاذ بنانا ترک کر دیں۔ اور عوام کی توجہ ان سرمایہ دار لیگی لیڈروں کی طرف پھیر دیں جو اپنے دعوؤں میں قطعی غیر مخلص ہیں کبھی پاکستانی بنتے ہیں کبھی پاکستان کو پاور ہوا سمجھتے ہیں اور الٹا عوام کو ڈانٹ بتاتے ہیں اور اپنی جماعت کے نصب العین اور پارٹی کے ذہن کے مطابق ریزولیوشن مرتب کریں۔ ہر لحظہ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ پاکستان اور اکھنڈ ہندوستان کی آواز سرمایہ داروں کی جنگ ہے۔ مسلمان سرمایہ دار پاکستان میں اپنے لیے جنت بنانا چاہتا ہے اور سرمایہ دار ہندو اکھنڈ ہندوستان میں اپنے لیے سورگ تعمیر کرنے کی فکر میں ہے یاد رکھنا یہ تعمیرات غریب لوگوں کی ہڈیوں اور خون کے مسالے سے طیار ہوں گی احرار غریب عوام کی جماعت ہے ہم اپنے جسم و جان

سے انسانیت کی عمارت استوار کرنے میں معاونت کر سکتے ہیں لیکن سرمایہ داروں کی جنت سورگ تیار کر کے اپنے ہاتھوں اپنے لیے دوزخ نہیں بنا سکتے پس ان معروضات کے پیشِ نظر ہمیں آئندہ ریزولیوشن مرتب کرنا چاہیے۔

’’ہر گاہ مجلس احرار کا نصب العین آزادی ہند ہے جس کا حصول ہندو مسلم اتحاد کے بغیر ممکن نہیں ہر گاہ کہ اس نصب العین کی راہ میں ہندو کی مسلمان سے چھوت سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور یہی چھوت مسلمان کی اقتصادی لوٹ کا ذریعہ ہے۔

ہر گاہ چھوت نے ہر لحاظ سے ہندو مسلمان کو نہ صرف دو مختلف بلکہ دشمن قومیں بنا رکھا ہے

ہر گاہ پاکستان کا نعرہ چھوت کا ہی ردِ عمل ہے اور مسلمان کی علیحدگی پسندی کا ذمہ دار ہندو ہے جو بدقسمتی سے اہل وطن کے ساتھ بدتر دشمن کا سلوک کرتا ہے۔

ہر گاہ پاکستان اور اکھنڈ ہندوستان کا موجودہ تخیل خالص سرمایہ دار ذہن کی پیداوار ہے۔

اس طبقات جنگِ تقسیم کی بحث میں کارفرما اصول یہ ہے کہ اکھنڈ ہندوستان کو ہندو سرمایہ داروں کا سورگ بنایا جائے اور پاکستان کو مسلمان سرمایہ داروں کی جنت بنایا جائے مجلس احرار پاکستان اور اکھنڈ ہندوستانی سرمایہ دار کی اس جنگ کو غریب عوام کے لیے رحمت قرار دیتی ہے کیوں کہ دونوں کی جنگ میں انھیں منظم ہونے کی مہلت ملتی ہے ساتھ ہی ایک دوسرے کے خلاف دونوں کے دعوؤں کو منطقی طور پر درست سمجھتی ہے۔ جب ایک فریق پورے ہندوستان میں محل تعمیر کرے تو دوسرا پاکستان میں اپنے آرام کے لیے ایوان کی خواہش کیوں نہ کرے:

بناءِ بریں:

مجلس احرار جو غریبوں کی نمایندہ جماعت ہے اعلان کرتی ہے کہ ہم ایسے لیگی پاکستان یا اکھنڈ ہندوستان کی حمایت نہیں کر سکتے جس میں اقتصادی مساوات نہ ہو ہاں اس پاکستان یا ہندوستان کی حمایت کے لیے آمادہ ہیں جس میں اقتصادی بناء پر انسانوں کے درجے نہ ہوں بلکہ انسانیت ہی ایک درجہ ہو نیز یہ مجلس اعلان کرتی ہے کہ چھوت کی برپا کردہ مصیبتوں سے نجات دلانے کے لیے جوابی تعاون پر عمل کرنے کے سوا چارہ نہیں یعنی صرف ان ہندوؤں سے چھوت برتی جائے جو مسلمانوں کو اچھوت سمجھیں جو ہندو مسلمانوں سے چھوت نہ کریں ان سے اچھوت نہ کی جائے۔

مجلس احرار کے جب مجلسی اور اقتصادی مقاصد حاصل ہو جائیں یعنی جب پاکستان یا ہندوستان میں اقتصادی اور مجلسی نظام میں کامل مساوات کا یقین دلایا جائے تو ایسے یقین دلانے والی جماعت سے رابطہ اتحاد پیدا کیا جائے متحدہ ہندوستان میں اقتصادی مساوات بہرحال قابل ترجیح ہے غیر طبقاتی پاکستان آخری چارہ کار ہے۔

ا۔صوبوں کو زیادہ سے زیادہ آزادی دینے پر زور دیا جائے اور آئین کی بنیاد تین قوموں کی تھیوری پر رکھی جائے یعنی ہندو مسلمان اور اچھوتوں کو تین الگ الگ قومیں سمجھا جائے۔

۲۔مسلمانوں کے مذہبی مقدمات کے لیے قاضیوں کا تقرر عمل میں لایا جائے مسلمانوں کے علاوہ ہر قوم کو ایسا ہی حق ہو۔

۳۔جب کوئی سوال پیدا ہو جو کسی اقلیت کے مذہب یا کلچر کے متعلق ہو تو وہ کثرت رائے سے فیصلہ کرنے کے بجائے مفاہمت سے کیا جائے یا اسی اقلیت کی اکثریت کی رائے کے مطابق ہو۔

۴۔بہر حال میں وحدانی طرز حکومت کی مخالفت کی جائے ہاں اگر کافی تجربے کے بعد قوموں میں مل کر کام کرنے کی صلاحیت پیدا ہو تو مرکز کو بتدریج مزید اختیارات دیے جائیں۔

۵۔چھوت چھات کرنے والوں کو شہری حقوق سے محروم کیا جائے اور کسی کو اہل وطن کے ساتھ اچھوت کا سلوک کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔

۶۔یہ سوال کہ متحدہ ہندوستان فیڈریشن کی بنا پر ہو یا کنفیڈریشن کی صورت اختیار کرے سر دست ملتوی رکھنا چاہیے تاکہ جنگ کے بعد حالات کا جائزہ لے کر فیصلہ کیا جائے۔

موجودہ ایکٹ میں مسلمان کی پوزیشن:

موجودہ حالات میں غور طلب امر یہ ہے کہ صوبہ جات میں مسلمانوں کی برائے نام اکثریت افتراق کی نذر ہو رہی ہے۔ صوبہ سندھ اسلامی سیاسیات کی ایک ہولناک تصویر ہے وہاں مسلمان ۸۰/فیصد ہیں مگر ہندو اقلیت راج کرتی ہے کانگریس اور ہندو مہاسبھا اگرچہ بظاہر وہ متضاد عناصر ہیں لیکن مسلمان اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کرنے اور اکثریت کے فوائد سے مسلمانوں کو محروم کرنے کے لیے ایک ناپسندیدہ اتحاد پر کاربند ہیں، تاکہ مسلمان دو مستقل ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائیں، کانگریس کے اس اتحاد میں کوئی اصول کارفرما نہیں سوائے اس کے کہ مسلمان کو متحد نہ رہنے دیا جائے اور مسلمانوں کی کسی ایک پارٹی کو بھی اطمینان نصیب نہ ہو اور ہر وقت ہندو اقلیت کے رحم و کرم پر ہونے کا احساس ہو سر ہدایت اللہ کو پہلے نیچا دکھایا گیا اس کی وزارت ٹوٹی تو خان بہادر الٰہ بخش سے سازباز کی پھر لیگ سے تعاون کر کے الٰہ بخش کو تارے دکھائے پھر لیگیوں سے بے وفائی کی پھر الٰہ بخش کی دست گیری کی اور کانگریس نے رجعت پسندی کا ثبوت یہ دیا کہ جہاں لیگ نے اپنے وزراء کو ڈیفنس کونسل سے مستعفی کرایا وہاں خلاف اصول سندھ میں الٰہ بخش کی ڈیفنس کونسل میں شمولیت کی حمایت کی اس سے مسلمانوں میں عجب ردِ عمل پیدا ہوا اب اگر ممکن ہوا تو بنگال میں یہی کھیل کھیلا جائے گا۔ کیا ہم اس بات میں مسلمانوں کی کوئی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ اگرچہ ہمارے سرمایہ دار مخالفوں نے ہمیشہ کہا کہ احرار ہندو کے اجیر ہیں۔ مگر آج سرمایہ دار ہی اس طعنہ کے مستحق ہیں۔

ورکنگ کمیٹی:

مجلس احرار کی ورکنگ کمیٹی مسائل ملکی کا عجلت سے فیصلہ نہیں کرتی۔ بلکہ تدبیر میں دیر کرتی ہے بار بار مجلس مشاورت ہوتی ہے جس مسئلے کی صاف سمجھ نہ آئے اس کے فیصلے مدت تک ملتوی رہتے ہیں۔ جب کسی فیصلے پر پہنچ جائیں تو دل دلیر طبیعت شیر ہو جاتی ہے۔ پھر ہم پوری قوت سے ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور جان کی بازی لگاتے ہیں۔ ہماری جماعت میں مشرق و مغرب کے عالموں کا اجتماع ہے۔ اسی لیے ہم دین و دنیا کے مفاد کو سامنے رکھ کر فیصلے کرتے ہیں اور جو کہتے ہیں وہ درست اترتا ہے لیکن ہمارے عمل کے متعلق غلط فہمیاں موجود ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ احرار کا لائحہ عمل غیر واضح ہے۔ یہ بھلے لوگ اتنا نہیں سوچتے کہ ایک اقلیت کا وطن ہند کی آزادی کا تصور یوں بھی بے حد خطرات کو پیش نظر کرتا ہے۔ مگر احرار کے دو متضاد دعوے ہیں۔ وطن عزیز کی آزادی اور مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ۔ جب ہم آزادی کے لیے قربانی دیتے ہیں تو حقوقیے ہم پر ملامت کرتے ہیں کہ ہم اسلام کے غدار اور ہندو کے اجیر ہیں۔ جب تباہ حال اسلامی اقلیت کے لیے اقدام کرتے ہیں تو نیشنلسٹ ناراض ہوتے ہیں کہ ہم فرقہ پرست اور وطن دشمن ہیں لیکن بحالات موجود احرار کی راہ درست ہے۔ مسلمان خالص بین الاسلامی ذہن رکھتا ہے جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ ہندو کو دھوکہ دیتا ہے اور مسئلے کو سمجھنے میں الجھنیں پیدا کرتا ہے۔ جب تک وہ مسلمان ہے اسے نیشنلزم کے مروجہ تصور کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں کیا جا سکتا۔ کانگریسی مسلمانوں نے ایسا کیا۔ وہ قوم سے کٹ کر بے توقیر ہو گئے کیوں کہ واقعہ ہے کہ اسلام کی بنیاد نیشنلزم پر قائم نہیں نہ چودہ سو سال کی اسلامی تاریخ میں مسلمانوں پر ملی جلی حکومت کا کامیاب دور گذرا۔ اکبر کا دور ایک نئے مذہب کی بنیاد پر تھا۔ اس میں ہندو اکثریت تہذیب کا جز تھی اس ناکام دور کو واپس نہیں لایا جا سکتا۔ یہ مسئلہ کا حل نہ تھا۔ دین اکبری مسلمان کو قبول نہ ہوگا۔ برائے نام مسلمان کا اقتدار ہندو کو اب قبول نہیں ہو سکتا۔ ایک نیشن کے تصور پر ملی جلی حکومت کا قیام خارج از بحث ہے خصوصاً سرمایہ داری کی بنیادوں پر۔ پس کانگریسی تصور کے مطابق نیشنلزم قائم ہو سکتا ہے تو مسلمانوں کی کمر توڑ کر، اور پاکستان قائم ہو سکتا ہے تو ہندو اقلیت کی کمر توڑ کر یہ دو مختلف تصورات تو سرمایہ داری کی بنیادوں پر ہیں۔ اگر ہندوستان کو آزاد ہونا ہے۔ اور ہندوستانیوں کو امن کی زندگی بسر کرنا ہے تو ہمیں فیصلہ یہ کرنا ہوگا کہ نظام حکومت میں سرمایہ داری کی بنیادیں ختم کر دی جائیں۔ اقلیت اور اکثریت کے سوال کو جہاں تک ممکن ہو سکے پیدا ہونے کے امکانات باقی نہ رکھے جائیں۔ اقتصادی مساوات کی بنیادوں پر آئندہ دستور کے قیام کو عمل میں لا کر ہندو مسلمان اور اچھوت کی تین الگ قوموں کو اپنے مذہب اور تہذیب کی کامل آزادی دی جائے۔

بس میری یہ بات یاد رکھی جائے:

ا۔ کہ مسلمان کا ذہن بین الاسلامی اور بین الاقوامی ہے۔ انڈین نیشنلزم اس کل کا جزو بن کر رہ سکتا ہے مگر مسلمان انڈین نیشنلزم کا جز بن کر نہیں رہ سکتا یہ مسئلہ وضاحت طلب ہے۔

۲۔ اقتصادی مساوات کے بغیر ہندوستان میں امن اور آزادی ممکن نہیں یا یہ ملک غلام رہے گا اگر آزادی اور امن حاصل کرے گا تو سوشلزم (2) کی بنیاد پر تب ہی چھوت کی لعنت دور ہوگی جب ملک میں سرمایہ دار طبقہ نہ رہے گا۔

ممبران ورکنگ کمیٹی:

بعض ممبران کا ذکر آچکا۔ سید فیض الحسن صاحب صدر پنجاب احرار او ردوسرے دوستوں کا مفصل ذکر نہیں ہوسکا۔ صاحبزادہ صاحب انگریزی خواں فصیح اور شاہ صاحب سے دوسرے درجے پر خطیب ہیں بولتے ہیں تو دریا بہاتے ہیں۔ مرد مجاہد ہیں۔ حق گو ہیں انگریزی تعلیم یافتہ ہیں تھوڑے عرصے میں بہت دفعہ جیل جانا ہوا مگر ہمت نہیں ہاری۔ محمود علی خان صاحب کم گو مگر دھن کے پکے ہیں۔ ہر چند آرام میں پلے ہیں مگر سخت کوش ہیں۔ تکبر سے خالی اور خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ سردار محمد شفیع کم گو مگر بہادر جرنیل ہیں۔ احرار کے فوجی سردار ہیں جفاکش متعدد بار جیل جا چکے ہیں ہمیشہ پتے کی بات کہتے ہیں فضول مباحث میں نہیں الجھتے ہیں عزیز شورش اسم با مسمی ہیں شاعر ہیں۔ عالم باعمل متعدد بار مرکز کے صدر رہ چکے ہیں۔ احرار کی قوت کا سرچشمہ ہیں۔ احرار میں شمولیت اور ناموری کی قدرتی شرط یہ ہے کہ جو نیا دوست ہم میں آئے وہ آتے ہی چمگادڑوں کے مہمان کی طرح جیل میں الٹا لٹک جائے چنانچہ مولانا گل شیر صاحب (3) اور مولانا عبدالرحمٰن (4) جب سے احرار میں آئے ہیں تب سے داخل زندان ہیں میری ملاقات نہیں ہوئی مگر ایثار مجسم ہونے کے علاوہ سنا ہے کہ بلند پایہ خطیب ہیں۔ یہ احرار کی اخلاقی فتح اور خداوند تعالیٰ کی طرف سے اس غریب جماعت کی حوصلہ افزائی ہے۔ اخبار سرمایہ داروں کے ہاتھ میں ہیں۔ خدا نے ہمارے خیالات کی نشر و اشاعت کے لیے ان لوگوں کو جماعت سے وابستہ کر دیا ہے جن کا گلا اور آواز پروپیگنڈا کا موثر ترین ذریعہ ہیں۔ شیخ حسام الدین، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا مظہر علی اظہر، صاحبزادہ فیض الحسن، مولانا عبدالقیوم کان پوری، حضرت مولانا غلام غوث، مولانا عبدالقیوم پوپلزئی، عبدالرحیم عاجز، حافظ بہادر خان ممبئی، قاضی احسان احمد یہ کون ہیں؟ مجلس احرار کو قدرت کے عطاء کردہ لاؤڈ سپیکر ہیں اسی سبب سے دنیا خار کھاتی ہے اسی باعث ہمارے مخالفوں کی آواز نقار خانے میں طوطی کی آواز بن کے رہ جاتی ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ جو نیا ادیب اور خطیب حوصلہ مندی سے اٹھتا ہے اسے احرار میں شامل ہونے کی رہنمائی ہوتی ہے آخری سول نافرمانی پر ہماری قوت

میں اور اضافہ ہوا ہے کیا جانے قدرت کو اس جماعت سے کیا کام لینا ہے۔

نئے ممبران ورکنگ کمیٹی:

حافظ علی بہادر خان (5) ایم۔ ایل۔ اے فہیم اور ایثار پیشہ ہیں۔ متعدد بار جیل جا چکے ہیں۔ روزنامہ ہلال ممبئی کے ایڈیٹر ہیں غرض تقریر اور تحریر میں پختہ ہیں۔ مولانا عبدالقیوم کان پوری آل انڈیا احرار کے عارضی صدر ہیں بے حد محنتی ایثار پیشہ جیل کے باسی اور زبان آور ہیں صاحبزادہ محمد سلیمان (6) باہمت نوجوان ہے متعدد بار جیل ہو آیا ہے۔

کوئٹہ میں تباہی اور خدمتِ خلق:

خدا نے ہم سے صرف تبلیغی اور سیاسی ہی کام نہیں لیا۔ بلکہ خدمت خلق کا اہم کام بھی ہمارے سپرد ہوا۔ ہندوستان میں کوئٹہ کا زلزلہ تاریخ کا اہم واقعہ ہے۔ جو دردناک تباہی اس زلزلہ نے مچائی۔ اس کی داستانِ درد کون بیان کرنے بیٹھے۔ قیامت کا حال الہامی کتابوں میں پڑھو اور اس کا تصور کوئٹہ کے زلزلہ سے کرو ہو بہو وہی نقشہ تھا۔ مصیبت کی وہی صورت درپیش تھی جب زلزلے کی خبر ہندوستان کے شہروں میں پہنچی سب سے اوّل قدم مجلس احرار نے اٹھایا۔ ٹرین پر حالات کا جائزہ لینے کے لیے کوئٹہ روانہ ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی خوابیدہ قوتیں مجلس احرار کی رہنمائی میں بیدار ہو گئیں دنیا نے دیکھا کہ اقتصادی طور سے مردہ مسلمان اب بھی روحانی طور سے زندہ ہے۔ کوئٹہ سے دہلی تک احرار ریلیف کیمپ کھولے گئے۔ لاہور میں ایک عارضی مرکزی ہسپتال اور قیام گاہ بنائی گئی جس کی مثال خود حکومت بھی پیش نہ کر سکی خورد ونوش کے علاوہ پارچہ جات کی تقسیم اور زرِامداد کا چودھری محمد امین مرحوم وحضرت مولانا عبداللہ قصوری (7) کی زیرِ نگرانی انتظام تھا دس کے قریب مشہور ڈاکٹر دن رات کام کرتے تھے۔ ہمارے انتظامات کو دیکھ کر دنیا حیران تھی ہزاروں والنٹیر کمر بستہ تھے۔ لاوارث بچوں اور عورتوں کا الگ الگ انتظام رکھا گیا تھا۔ معزز خواتین کے ہاتھ میں عورتوں کا انتظام تھا باجی رشیدہ بیگم اور مسز عبداللہ اس کی انچارج تھیں سچی بات یہ ہے کہ عورتوں کے سلیقے نے ہمارے انتظامات کو چار چاند لگا دیئے۔ وہ رات دن کام کرتی نہ تھکتی تھیں۔ حکومت کے وزراء اور ذمہ دار افسر ہماری حقیر مساعی کی داد دینے آئے۔ یہ پہلا موقعہ ہے جب حکومت نے احرار کی عظمت کا اقرار کیا، لیکن ہماری خدمات انسانیت کے لیے تھیں حکومت کی نوازشوں کے ہم خواہاں نہ تھے۔ حالانکہ حکومت ان خدمات کا اعتراف کرنے کو آمادہ تھی جو خدمات خدا کے لیے ہوں ان کا اجر حکومت سے ڈھونڈنا ذلت ہے۔

خالد لطیف گابا کا اسمبلی میں انتخاب:

مجلس احرار کیا ہے۔ اسلام کی زندہ روح ہے۔ سرمایہ دار دنیا ہمیں جتنا چاہے طعن کرے مگر دشمن کو تسلیم کرنا

پڑے گا کہ احرار بے پناہ قوت عمل کا سرچشمہ ہے۔ تھک جانا یا شکست کو تسلیم کرنا ہم نہیں جانتے کوئی ہمارا دوست بن کر ذلت نہیں اٹھاتا، دشمن بن کر آرام نہیں پاتا خدا سے یہی دعا ہے کہ وہ ہمیں نیکی کے کام سپرد کرتا رہے اور یوں ہی کامیاب فرماتا رہے۔ جب کوئی آواز ملک میں بلند ہوتی ہے۔ احرار کی روح سعید اسے ایمان کے تقاضوں کی بنا پر پرکھتی ہے۔ تعجب یہ ہوتا رہا ہے کہ سب دوستوں کے دل و دماغ پر واقعات کا یکساں اثر ہوتا ہے اور ہماری تدبیروں میں بنیادی فرق نہیں ہوتا جزوی تفصیل میں گرما گرم بحث ہوتی ہے کوئی جانے کہ اب جدا ہو کر پھر نہیں ملیں گے مگر ہم خدا کے کام کے لیے جمع ہیں الہام کا مدعی کون ہے۔ اختلاف نیک نیتی کے ساتھ رحمت ہے۔ اپنے اختلاف کو رحمت سمجھ کر تدبیر کرتے ہیں۔

خالد لطیف گابا مشہور ہندو محبّ وطن لالہ ہرکشن لعل کا فرزند ہے نومسلم ہے اس لیے ہماری عمومی عزت کا مستحق ہے جب وہ اسمبلی کا امیدوار ہوا تو اسے بے یارو مددگار سمجھ کر سب سرمایہ داروں نے ٹھکرایا۔ مگر ہماری اسلامی ذہن نومسلم کی مایوسی کو برداشت نہ کرتا تھا۔ دوسروں نے ٹھکرایا ہم نے اسے گلے لگایا۔ درحقیقت ہماری یہ حمایت تبلیغی پہلو لیے ہوئے تھی گویا یہ انتخاب تبلیغی تلوار سیاسی میان میں تھی ان دنوں میاں سر فضل حسین۔ ہندوستان میں اسلامی سیاست پر حکمران تھے۔ وہ کئی وجوہات سے گابا صاحب کے مخالف تھے ہم ان وجوہات کو زیر بحث لائے بغیر مسٹر گابا کے حامی تھے دنیا کو بتانا یہ تھا کہ نومسلم کی عزت اسلام میں بے حد بلند ہے اگر تبلیغی مذہب یہ شان نہ رکھے تو وہ روح تبلیغ کو فناء کر لے گا۔ اس لیے ہم نے اس الیکشن کے لیے سردھڑ کی بازی لگادی خان بہادر حاجی رحیم بخش صاحب ریٹائرڈ سیشن جج مسلم کانفرنس کے ٹکٹ پر کھڑے ہوئے تھے مسلم لیگ نے مرکز مسلم کانفرنس کا جنم لیا تھا۔ دونوں جماعتوں کی سرمایہ دارانہ روح تھی بعض احباب نے چاہا کہ درمیان داری کریں اور درمیانی رہ نکالیں کہ مسٹر گابا آزاد ٹکٹ پر کھڑے ہوں اور بلا مقابلہ میدان مارلیں میاں سر فضل حسین مرحوم کو اعلیٰ سوسائٹی کے اثر و نفوذ پر بڑا اعتماد تھا تمام سرمایہ دار میاں صاحب کی مٹھی میں بند تھے لیکن کرنا خدا کا یہ ہوا کہ رائے عامہ نے امراء کے اقتدار کو شکست دی اور خالد لطیف گابا کامیاب ہوئے احرار نے فتح کے پھریرے اُڑائے۔ امراء نے خار کھایا شیخ حسام الدین نے اعلان کیا کہ یہ فتح ہماری آئندہ انتخابی مہم کا پیش خیمہ ہے۔ اس پر سب نے کان کھڑے کیے۔ سول (8) نے احرار کی فتح کو خاص اہمیت دی۔ اس کامیابی کا بدترین اثر ہمارے مسلمان کانگریسی دوستوں پر ہوا۔ انھوں نے یہ سمجھا کہ اگر احرار پھریرے اڑائیں گے تو ہم کہاں جائیں گے ہونہ ہوان کا جھنڈا سرنگوں کریں۔

کوئٹہ کے مصیبت زدگان کی خدمت میں عظمت اور مسٹر گابا کی احرار کے ٹکٹ پر انتخابی فتح نے سب سے زیادہ سانپ ان کے سینے پر لوٹائے جو کسی وقت ہمارے رفیق سفر تھے۔ ہمارے خلاف سازش کا مواد اوّل

راولپنڈی میں تیار ہوا۔(9) خواجہ عبدالرحیم عاجز کو سازش کنندگان نے محوخواب سمجھ کر سرگوشیاں شروع کیں۔لیکن یہ جاگ رہے تھے۔مولانا ظفر علی خان اوران کے چند چیدہ ساتھیوں کے علاوہ ''مجلس عاملہ جمعیت علماء'' کا ایک معزز رکن (10) شریک مشورہ تھا۔احرار کی مخالفت کا عہد استوار ہوا جس کا نتیجہ شہید گنج ہے۔مصیبت کا وقت گذر گیا۔اب اس داستان کو بار بار دہرانا کیا ضرور ہے۔دنیا سب ایک انقلاب تشنج میں مبتلا ہے۔اختتام جنگ کے بعد یہ کوشش ہونی چاہیے کہ یہ دور سرمایہ داری لوٹ کر نہ آئے۔جس میں ایک فی صد عیش کرتے ہوں اور ننانوے فی صدی آہیں بھرتے ہوں۔اس وقت روس جرمنی اور انگلستان سے ایک ہی آواز اٹھ رہی ہے کہ سرمادار ی لعنت ہے اس کو ختم ہونا چاہیے۔احرار کا فرض ہے کہ جماعتی تبلیغ مضبوط کر کے اس آواز میں اور زور پیدا کریں۔اسلامی تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھو سرمایہ داری حقیقی اسلام کو کھا گئی۔سرمایہ داری ختم کرو گے تو اسلام زندہ ہو جائے گا۔اسی کے خاتمہ پر ہندوستان امن کی بستی ہو سکے گا۔

حواشی

(1)اس جرم میں علوی عباسی فاطمی وغیرہ بھی بہ درجہ اولیٰ شامل ہیں صرف بنواُمیہ کو اور وہ بھی بلا استثناء مطعون کرنا محض سبائی رافضی پروپگینڈا ہے یہ شیخ مرحوم کی ذاتی رائے ہے کوئی تاریخی کلیہ یا شرعی ضابطہ نہیں۔ابومعاویہ ابوذر ۱۲

(2) یہ خیال بھی بدرجہ مجبوری ایک وقتی علاج تو ہوسکتا ہے ورنہ درحقیقت اس ملک ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے تمام مصائب کے خاتمہ کا انحصار صرف اسلامی جمہوری شورائی حکومت کے قیام پر ہے کیوں کہ برطانوی ملوکیت اور فرنگی جمہوریت کی طرح بچارا سوشلزم تو خود اپنے مؤلد ومسکن روس اور چین میں بھی ناکام ہو رہا ہے۔ابومعاویہ ابوذر ۱۲

(3) افسوس کہ رجب ۱۳۶۲ھ جولائی ۱۹۴۳ء میں شہید کردیئے گئے۔(4) میانوی آج کل تبلیغی کام میں مصروف ہیں۔(5) شعبان نومبر ۱۳۸۷ھ ۱۹۶۷ء میں انتقال کر گئے (6) علاول پوری مقیم چک بھلیر نزد سانگلا۔ابومعاویہ ابوذر ۱۲

(7) مرحوم مولانا عبدالقادر قصوری مرحوم کے چھوٹے بھائی۔ابومعاویہ ابوذر (8) سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کا مشہور انگریزی اخبار جواب بند ہو چکا ہے۔(9) ۱۳۷۲ھ میں حادثۃً انتقال کیا۔(10) موصوف بفضلہٖ تعالیٰ اب بھی بہ قید حیٰوۃ اور مغربی پاکستان میں قیام پذیر ہیں ۱۲

الحمدللہ! قرآن مجید کی فہم اور تفہیم کی طرف
ایک انوکھا، منفرد اور انقلابی اقدام

اپنے وقتِ نزول سے تا قیامت کل عالم کے ہمہ جہتی تقاضوں ضروری ہدایات (اعتقادات سے لے کر جملہ معاملات کی اصلاح تک) کامل واکمل نظامِ حیات و دستور العمل، نیز عالمی و آفاقی جامع تعلیمات الٰہیہ کی مصدقہ (لاریب فیہ) اور محفوظ ترین آخری کتاب اللہ ''قرآن کریم'' کا مطالعہ اس اسلوب بیان سے جو ہر دور کا نظریہ ضرورت ہے اور چیلنج بھی۔

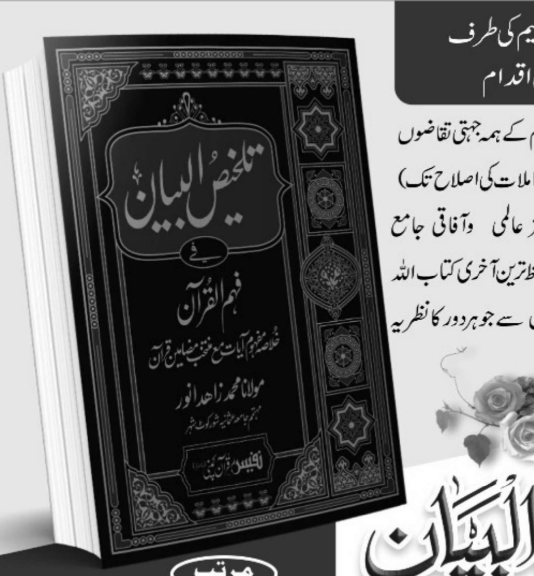

تلخیص البیان
فی فہم القرآن

- امام الاولیاء وشیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری نوراللہ مرقدہٗ کا مکمل ترجمہ قرآن عزیز اس کا جزو خاص ہے۔
- وقت کے اہم تقاضوں پر چشم کشا حقائق کی نشاندہی کرتا فکر آمیز مقدمہ۔
- آیات نمبر کے مطابق خلاصہ مفہوم آیات کا نیا اسلوب (مختصر ترین الفاظ میں مفہومِ کلامِ الٰہی کو بیان کرنے کی اہم کاوش)۔
- اہم وضاحتی مقامات کے ذیل میں **110** (ایک سو دس) ایسے مضامین قرآن کا انتخاب جن کا مطالعہ طالبانِ علم کیلئے از حد ضروری ہے۔
- **450** سے زائد اہم مضامین قرآن کی نشاندہی (بحوالہ آیات نمبر، پارہ، سورۃ)۔
- آخر میں چند اہم نوعیت کے علمی مضامین جن میں تحقیق محمود از افاداتِ محمودؒ، امام الحکمۃ حضرت شاہ ولی اللہؒ کا فہم دین کے حوالے سے خصوصی نقطۂ نظر اور فکر محمودؒ، بالخصوص خلاصہ مضامین قرآن جیسے اہم عنوانات شامل ہیں۔
- مدارس کے مدرسین، علماء وطلباء (مع عالمات وطالبات)، خطباء اور مساجد میں درس قرآن دینے والے حضرات سمیت جملہ اہلِ علم کیلئے وقیع علمی ومعلوماتی خزانہ۔
- عصر حاضر کے اکابر وعلماء کا پسند فرمودہ۔

0334-6312463

مرتب
مولانا محمد زاہد انور مدظلہ جامعہ عثمانیہ شورکوٹ شہر
فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

''ہم عصرِ حاضر کے چیلنجز کا جواب قرآن مقدس کی راہنمائی سے دینا چاہتے ہیں یا کتاب اللہ کے مضامین کا مطالعہ (دنیا کے تمام تر باطل نظاموں کے مقابلے میں) عالمی آئین الٰہی کی حیثیت سے کرنا چاہتے ہیں تو ''تلخیص البیان فی فہم القرآن'' اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کیلئے (اسلوبِ جدید میں) بحمد اللہ ایک عظیم معلوماتی تحفہ ہے۔ ایک بار ضرور مطالعہ کیجئے!''

انتہائی دلکش طباعت اور عمدہ کاغذ کے ساتھ مناسب قیمت پر۔

اہم مضامین کے اضافہ کے ساتھ تیسرا ایڈیشن دو جلدوں میں دستیاب ہے۔

شورکوٹ سٹی جامعہ عثمانیہ 0332-7236793
مولانا عبدالرحیم، محمد شاہد 0333-6769616

لاہور مکتبہ سید احمد شہید الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 0301 3668272
لاہور جامعہ فتحیہ اچھرہ مولانا قاری محمد قاسم 0300 4037315

کراچی مکتبہ احمد جامعۃ الرشید کراچی 0323-2000775
0303-2796880

بیاد سیدالاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ نظر ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

اعلان داخلہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

الحمدللہ امسال درجہ مشکوۃ شریف کا افتتاح

خصوصیات وشرائط داخلہ

★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں تمرین واجراء ★ بہتر نتیجہ کے لیے جائزہ امتحانات کا اہتمام ★ خوش خطی پر خاص توجہ ماہر کاتب کی زیرنگرانی ★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت پر خصوصی توجہ ★ قیام وطعام، وظیفہ اور علاج کی سہولت ★ کسی بھی شعبہ میں داخلہ بذریعہ امتحان ہوگا ★ داخلہ کے لیے قرآن کریم ناظرہ صحیح تلفظ سے پڑھا ہو ★ اپنی تازہ چار عدد تصاویر ہمراہ لائیں ★ سابقہ درجات کی اسناد ہمراہ لائیں ★ بے فارم یا اپنا اور سرپرست کا شناختی کارڈ ہمراہ لائیں ★ حلیہ اور وضع قطع شرعی ہونا ضروری

● درجہ حفظ وناظرہ میں داخلے بالکل محدود ہیں ● درجہ متوسطہ تا مشکوۃ تمام درجات میں داخلہ بذریعہ امتحان ہوگا

مدرسہ ختم نبوت و بخاری ماڈل ہائی اسکول

داخلہ جاری ہے

جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع چنیوٹ

دینی وعصری تعلیم کا بہترین امتزاج

تمام شعبہ جات میں عربی بول چال کا خاص اہتمام

خصوصیات وشرائط داخلہ

★ حفظ وناظرہ قرآن کریم کا معیاری ادارہ ★ قرات عشرہ ★ ضلع چنیوٹ کا معیاری اور بہترین اسکول ★ مڈل تک اعلیٰ معیار کی مفت تعلیم ★ علمی، فکری، اخلاقی وروحانی تربیت ★ خوش خطی پر خاص توجہ ★ شہری آلودگیوں سے پاک صاف ستھرا دینی ماحول ★ طعام وقیام اور علاج معالجہ کی سہولت ★ جنریٹر کی سہولت ★ داخلہ کے لیے فارم بے اور سرپرست کے شناختی کارڈ کی کاپی ہمراہ لائیں ★ طالب علم اپنی دو عدد تازہ تصاویر ہمراہ لائیں

رابطہ ناظم تعلیمات 0301-5317422

الداعی: سید محمد کفیل بخاری (مہتمم) ● مدرسہ معمورہ ومدرسہ ختم نبوت

رابطہ 0301-7181267

تعمیر جدید دار القرآن

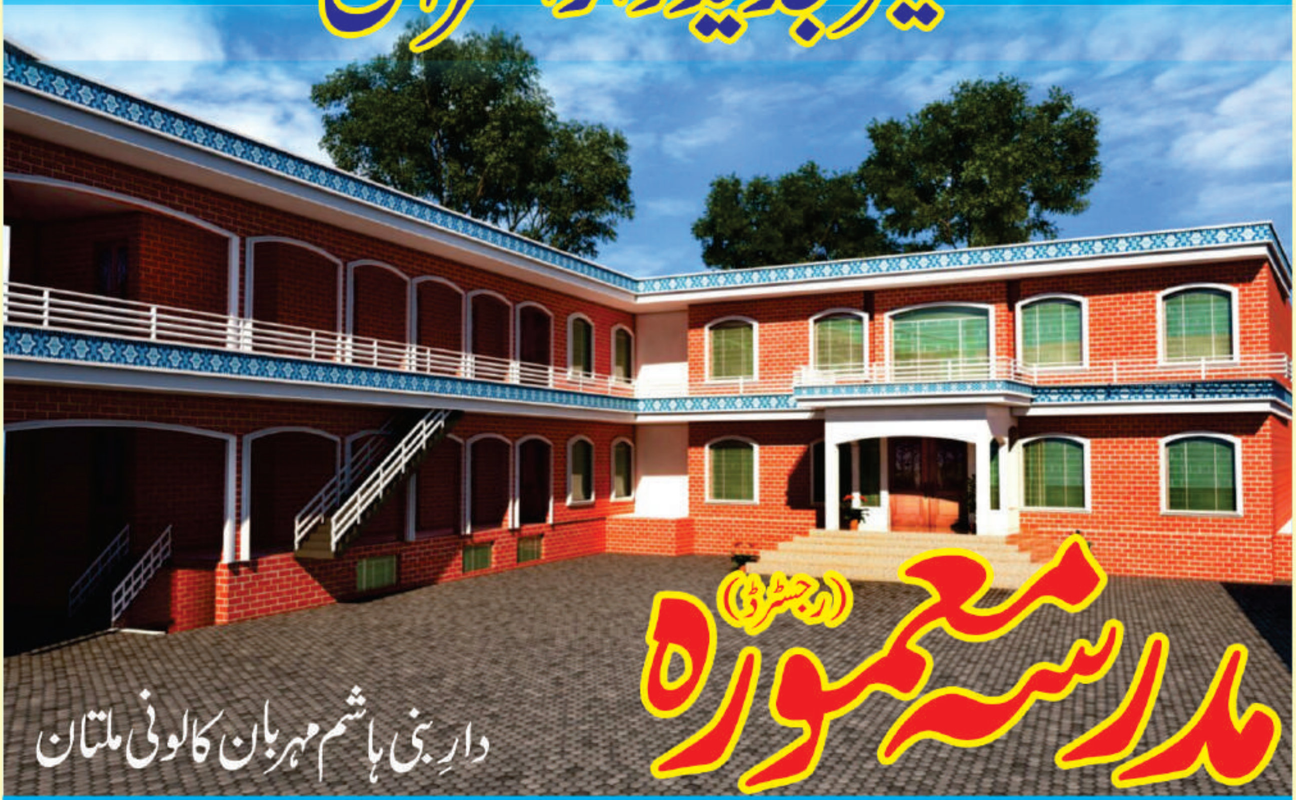

الحمدللہ بیسمنٹ ہال، دارالقرآن، دفاتر اور لائبریری کی تعمیر جدید (17,500,000) ایک کروڑ پچھتر لاکھ روپے سے مکمل ہو چکی ہے۔

★ درجہ کتب کے طلباء کے لیے درس گاہوں، دارالحدیث، دارالاقامہ پر مشتمل نئی عمارت کی تعمیر باقی ہے جس کا تخمینہ تقریباً (3,00,00,000) تین کروڑ روپے سے متجاوز ہے۔

رابطہ برائے ترسیل زر و تعاون

حکومت کی مدارس دشمن پالیسیوں کے تحت کئی مدارس کے بنک اکاؤنٹ بند کر دیے گئے ہیں۔
مدرسہ معمورہ کا اکاؤنٹ بھی بند کر دیا ہے۔تعاون کے لیے آپ مہتمم مدرسہ سے براہ راست رابطہ فرمائیں۔

061-4511961, 0300-6326621

سید محمد کفیل بخاری
مہتمم مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کردے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

”الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کردے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔“ (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کردے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

”اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔“ (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY
کیئر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز
Head Office: Canal View, Lahore
اَلْحَمْدُلِلّٰہِ!
فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ
آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس